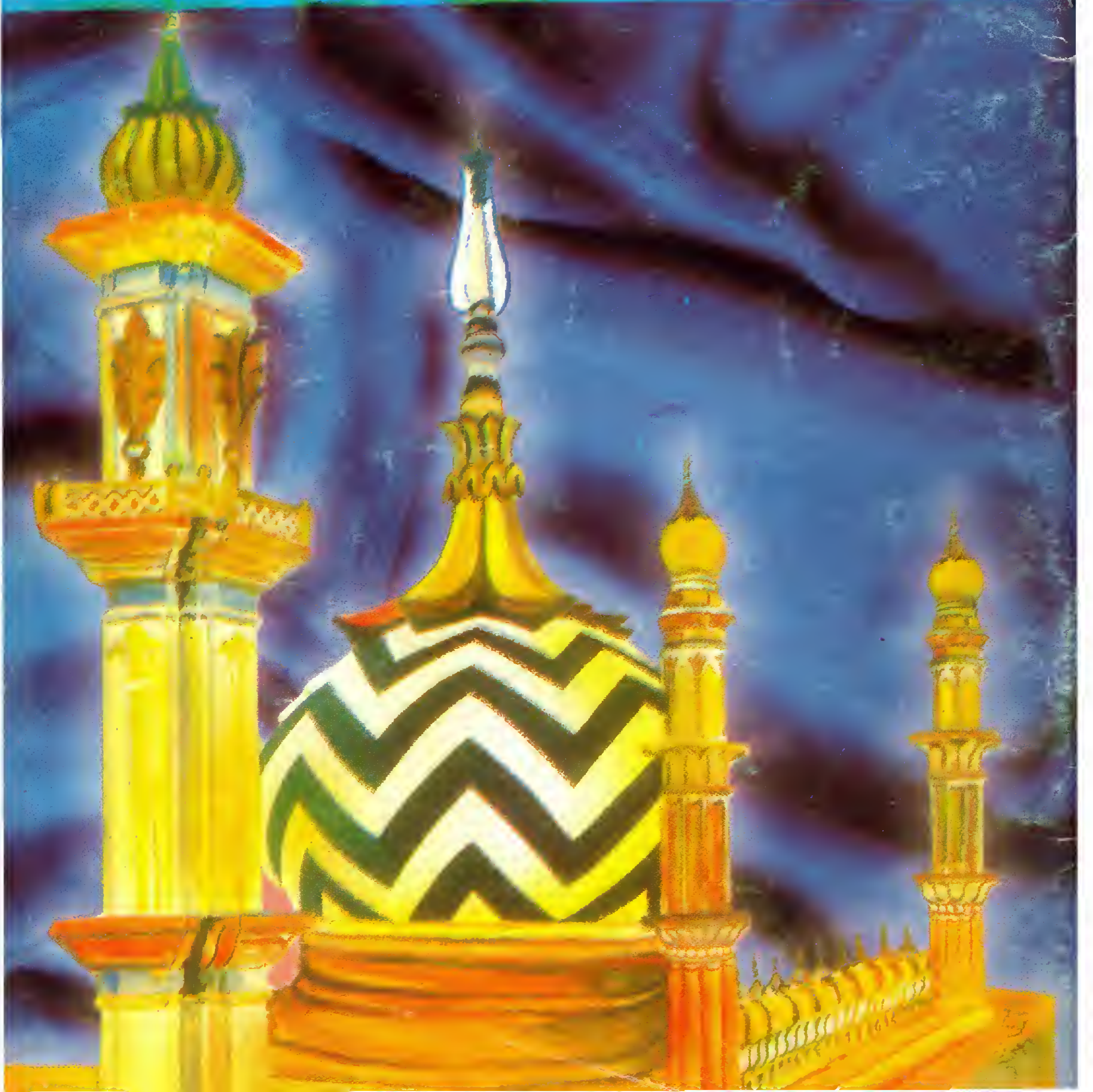


ابن اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ

وقعات السنان

مفتی اعظم مولینا محمد مصطفیٰ رضا بریلوی قدس سرہ



جملہ حقوق محفوظ

کتاب _____ وقعات السنان الی خلق بسط البدان
مصنف _____ مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا یلوی قدس سرہ
(ان) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ
اصلاح و نظر ثانی _____ ماہر تحقیقات اسلامیہ سید امیر محمد شاہ قادری بخاری
ادراش و ترمیمات نظامیہ (ایم۔ اے۔ عربی و اسلامیات)
ناشر _____ غوثیہ بک ڈپو مرید کے
اشاعت _____ اکتوبر 1999ء

ملنے کے پتے

- ☆ مکتبہ حامد یہ سنج خوش روڈ لاہور
- ☆ ضیاء القرآن سنج خوش روڈ لاہور
- ☆ مسلم کتابوی سنج خوش روڈ لاہور
- ☆ حجاز پبلی کیشنز دربارہ کیٹ لاہور

تعارف کتاب

آپ کی زیر مطالعہ کتاب بلاشبہ اہل سنت و جماعت کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے کم نہیں کتاب ہذا میں فرق باطلہ کا عموماً اور نجدیت غیر مقلدیت اور تقلید نما نام نہاد سنیوں دیوبندیوں کی خصوصاً خوب خبر لی گئی ہے۔ اور وہابیوں دیوبندیوں کی تحریری بد عنوانیوں کو دلائل شرعیہ سے کفریہ عبارات ثابت کیا گیا ہے۔ مولوی اسماعیل دہلوی، قاسم نانوتوی، رشید گنگوہی، صدیق الحسن بھوپالی، اشرف علی تھانوی کے بد عقائد نمایاں کئے گئے ہیں۔

صراط مستقیم تحذیر الناس بسط البدان، حفظ الایمان کی تحریری بے ایمانیوں کا اچھی طرح پوسٹ مارٹم کیا گیا ہے۔ مندرجہ ذیل بالا کتابوں کی کفریہ عبارات کی نہ صرف نشان دہی کی گئی ہے بلکہ قاطع براہین سے ان مصنفین کو ہمیشہ کے لئے بے زبان بنا کر رکھ دیا گیا ہے۔ ایسی کتب کے مطالعہ سے یقیناً مسلک اہل سنت کو ایک مضبوط دفاع میسر ہوگا۔ اہل سنت مناظر علماء کے لئے زیر نظر کتاب خضر راہ کا کام دے سکتی ہے۔

دعا گو

سید امیر محمد شاہ قادری ساندہ قصور



نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

بخدمت جناب گرامی القاب سراپا کرم و طبع المناقب جناب مولوی شرف علی تھانوی صاحب

المبتدأ فی علی من اتباع الهدی جب سے سیف النقی حبیبی ملعون و ناپاک کتاب آپ حضرات
سے پھیلنے والی اور بیچنی اور بد مذہب دیوبند سے شائع کی اور آپ کے علماء نے اس پر افتخار اور
اس سے استناد اور اس کی نقول کا ذیہ ملعونہ پر اعتماد کیا جس کی نظیر آج تک کسی آریہ و
پادری کو بھی نہ بن پڑی کہ خصم کے آبا و اجداد کا برو مشائخ و اسیاد۔ سچا کہ حضور سیدنا
غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عنہم کے اسماء طیبہ سے کتابوں کی کتابیں دل سے تراشیں لیں
ان کی عبارتیں گھڑ لیں۔ ان کے مطبع اور صفحے بنالے کہ تم تولیوں کہتے ہو اور تمہارے یہ اکابر کرام
اپنی فلاں فلاں کتاب / مطبوعات فلاں فلاں مطابع کے فلاں فلاں صفحے پر یوں فرماتے ہیں۔ حالانکہ
جہان میں نہ ان کتابوں کا نشان نہ ان عبارتوں کا پتہ بلکہ وہ تمام و کمال محض ایک گھڑا ہوا خواب
پریشاں ہے جس کی تعبیر صرف اس قدر کہ لعنة اللہ علیٰ الکاذبین۔ اس روز سے
آپ حضرات کسی عاقل کے نزدیک لائق کلام و خطاب نہ رہے اور جیسی سے آپ کی طرف
سے دو درقیاں، چھ درقیاں ہزار ہزار سب و شتم و دشنام و کذب و افتراء انہما
پر مشتمل برسات میں حشرات الارض کی طرح پھیل پڑیں اور خصوصاً واقعہ مراد آباد اور اس
میں آپ صاحبوں کا عجز و فرار اور مناظرہ بند کرنے کے لیے یا پولیس الہمدیہ یا تصاریف الغیاث

کی پکار عالم آشکار ہو کر اور بھی سونے پر سہاگہ ہوئی پھر شمعِ اخیرہ کا جیسی سے آپ پر نازل ہونا اور آج تک لاجواب رہنا اور ابھی کے امواتِ غیر احیاء ہونے پر رنجِ بڑی کر گیا، بایں ہمہ آپ کے اذتاب چاہتے ہیں کہ آپ کی مستعار حیات جس میں تائے تائیت کے سوا باقی حصہ بالکل معدوم ہو گیا ہے۔ چلین سے نہ گزرے اور آپ سے چھڑ چلی ہی جائے۔ لہذا ان کی دہن دوزی کو کتابِ مستطاب انکادی فی العادی والغادی و کتاب لاجواب القثمہ القاصمہ للباسمہ القاسمہ و کتاب پیرایا انتخاب اشد الباس علی عابد الخناس یعنی رد تحذیر الناس و کتاب کامل النصاب خود القرقان میں جند الادبہ و احزاب الشیطان وغیرہ سے یہ چند مختصر سوال ان نقاط کے حاضر کرنا ہوں۔ اگر آپ نے جواب کی ہمت کی، جو انشاء اللہ العظیم آپ کو کبھی نہ ہوئی اور نہ ہو تو لیتیمہ مباحثتِ حلیہ بھی اسی پر یہ میں گزارش کر کے دکھا دوں گا کہ آپ حضرات نے اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو منہ بھر بھر کر گالیاں دیں اور آپ کے حمایتیوں نے جان توڑ کر ان کے نام بدل زخم بھرنے کے لیے سخت مہل اور پاد ہو انا و امیں گھڑیں۔ وہ حقیقتہً دوستی یہ خرداں دشمنی است کے قبیل سے تھیں اور آپ کی بات بنانے کے بدلے الٹی آپ پر ریشخند اور مرہم ریش ہونے کے عوض اور نمک پاش اور مشک اگند ہو گئیں۔

سنة الله في الذين خلوا من قبل ولم ينجس الله تديلا ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلا جعل كلمة الذين كفروا السفلى وكلمة الله هي العليا ومن اصدق من الله قیلا و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و ولدنا و ما وصوتنا و ما و لنا محمد و الہ و صحبہ تعظیمہ و تبجیلہ۔ آمین۔

سوال اول: محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا جو قرآن عظیم میں منصوص اور مسلمانوں کے ضروریات دین سے ہے۔ صرف یہ لفظ ضروریات سے ہے۔ معنی کچھ گھڑ لیجئے۔ یا ان کے کوئی معنی ضروریات سے ہیں۔ بر تقدیر ثانی وہ معنی کیا ہیں۔

سوال دوم: جو معنی کہ ایک شخص تیرہ سو برس کے بعد تراشے اور ان کے ایجاد کنندہ ہونے کا خود بھی مقرر ہو اور وہ مقرر نہ ہوتا تو سلف صالحین سے آج تک کسی سے ان کا منقول

نہ ہونا خود ان کے حدیث پر شاہد فعال ہونا کیا وہ ضروریات دین سے ٹھہریں گے۔ یا وہ معنی جو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ و تابعین و ائمہ دین سے متواتر اور عام مسلمانوں میں دائر و سائر ہیں۔ وہ ضروریات دین سے ہوں گے۔ ضروریات دین کے کیا معنی ہیں۔ سوال سوم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ و تابعین و ائمہ دین نے خاتم النبیین کے یہی معنی بتائے کہ حضور سب سے پہلے نبی ہیں۔ بعثت اقدس کے بعد اب کوئی جدید نبی نہ ہوگا یا یہ بتائے ہیں کہ حضور نبی بالذات ہیں اور انبیاء نبی بالعرض اور بالعرض کا قصہ ما بالذات پر ختم ہو جاتا ہے۔ یہ معنی خاتم النبیین اگر بتائے ہوں تو ثبوت دیکھئے نہ بتائے ہوں تو اقرار کیجئے کہ واقعی یہ حدیث محدث ہے اور ضروریات دین کے وہی معنی اول ہیں۔

سوال چہارم: جو معنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ و تابعین و ائمہ دین بتاتے آئے۔ ان کو خیال عوام کہنے والا ضروریات دین کا منکر ہے یا نہیں۔ اس لیے صحابہ و ائمہ حتیٰ کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ معنی قرآن مجید سے جاہل و نا فہم ٹھہرایا یا نہیں ایسا ٹھہرانے والا کافر ہے یا مسلمان، سنی ہے یا بدین بدعہ شیطان۔

سوال پنجم: جو معنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ و ائمہ سے متواتر اور مسلمانوں میں ضروری دینی ہو کر دائر و سائر ہیں۔ وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اور میں یا حضور کے بعد کسی کو نبوت ملنے کے منافی ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو صاف کہہ دیجئے کہ حضور کے بعد کتنے ہی جدید نبی ہوں معنی آیت و حدیث کے کچھ خلاف نہیں اور اگر ہیں تو زبانہ اقدس میں یا حضور کے بعد دوسرا نبی تجویز کرنا معنی متواتر ختم نبوت کے خلاف اور اس میں ضرور خلل انداز اور جو اس کا منکر ہوا وہ ضروریات دین کا منکر ہو کر کافر ہوا یا نہیں۔

سوال ششم: ختم زمانی کا انکار کفر ہے یا نہیں اگر ہے تو اسی وجہ سے کہ وہ ختم نبوت کی آیت و احادیث اس معنی متواتر ضروری دینی کے خلاف ہے یا کسی اور من گھڑت وجہ سے بر تقدیر ثانی وہ وجہ بتلائیے۔ قرآن و حدیث و کلام ائمہ سے اس کا ثبوت دیکھئے بر تقدیر اول جو اس معنی کو خیال عوام بنا چکا اور خود وہ معنی گھڑے کہ نبی جدید پیدا ہونا منافی ختم نبوت نہ رہا تو کس منہ سے ختم زمانی کے منکر کو کافر کہہ سکتا ہے۔ اس کی دلیل

مثبت کفر پیدا کیجئے۔

سوال ہفتم: جب کہ اس کے معنی پر نبوت جدیدہ منافی ختم نبوت نہیں تو ختم زمانی وہ کہاں سے ثابت کرے گا۔ کیا اسی ختم نبوت سے جس کے وہ معنی اس نے خیال جہ سال ٹھہرا دیئے۔ یہ تو باطل ہے اور دوسری کوئی دلیل نہیں تو وہ خود بھی ختم زمانی کا حقیقتہ منکر ہوا یا نہیں۔ اور اس کے منکر کو کافر کہہ کر خود اپنے کفر کا مقرر ہوا یا نہیں کیا اپنے کفر کا اقرار کافر کو کفر سے بچا لیتا ہے۔

سوال ہشتم: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبوت جدیدہ کا صرف وقوع ماننا کفر ہے اس کی تجویز کفر نہیں یا تجویز بھی کفر ہے۔ بر تقدیر اول ائمہ کرام کے کلام سے ثبوت دیجئے۔ بر تقدیر ثانی تجویز کفر ہے تو اس لیے کہ منافی ختم نبوت ہے یا اور کسی وجہ سے۔ بر تقدیر ثانی اس وجہ کا بیان و ثبوت اور بر تقدیر اول جو قائل وقوع کو کافر کہے اور آپ تجویز نبوت جدیدہ کو خلاف ختم نبوت نہ جانے۔ وہ کافر ہو گیا یا نہیں۔ اگر دو مسئلہ ہوں جن میں ہر ایک کا انکار کفر ہو۔ زید ان میں سے ایک کے منکر کو کافر کہے اور دوسرے کا خود منکر ہو تو اس کا پہلے کے منکر کو کافر کہنا دوسرے کے انکار سے خود کافر ہونے کے کیا منافی ہو سکتا ہے۔

سوال نہم: اللہ عزوجل کے ماتے واللہ انصاف اللہ انصاف ایک ولید پلید کہے عوام کے خیال میں تو اللہ تعالیٰ کا واحد ہونا یا اس معنی ہے کہ اللہ اکیلا ہے، تنہا خدا ہے مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تعدد یا توحید وجود میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ عرش بھی ایک ہی ہے اور سب میں نیچے کی زمین بھی ایک ہی ہے۔ آدم بھی ایک ہی ہیں اور ابلیس بھی ایک ہی ہے۔ پھر مقام حمد میں لا الہ الا اللہ فرمانا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصاف حمد میں سے نہ کہے اور اس مقام کو مقام حمد نہ قرار دیجئے تو البتہ توحید باعتبار تنہائی وجود صحیح ہو سکتی ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی۔ بلکہ نئے توحید اور بات پر ہے۔ جس سے تنہائی وجود خود بخود لازم آجاتی ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات

کے آگے ختم ہو جاتا ہے۔ اصل کے آگے ظل کو کوئی دعویٰ نہیں پہنچتا ہے۔ خدا کے یہ کسی اور خدا کے نہ ہوتے کی وجہ اگر ہے تو یہی ہے۔ یعنی ممکنات کے وجود اور کمالات وجود سب عرضی یعنی بالعرض ہیں۔ سو اسی طور خدا کی توحید کو تصور فرمائیے یعنی وہ موصوف بوصف الوہیت بالذات ہے اور سوا اس کے اور ہوں تو موصوف بالعرض ہوں گے۔ اوروں کی الوہیت اس کا فیض ہوگی پر اس کی الوہیت کسی اور کا فیض نہیں تو یہ توحید یعنی موصوف کو تنہائی وجود لازم ہے۔ اگر بطور اطلاق یا عموم مجاز اس توحید کو کوئی اور مرتبہ سے عام لے لیجئے تو پھر دونوں طرح کی توحید مراد ہوگی پر ایک مراد ہو تو شایان شان الہی توحید مرتبی ہے نہ کوئی اور۔ نجد سے پوچھئے تو میرے خیال ناقص میں تو وہ بات ہے کہ سامع منصف انکار ہی نہ کر سکے۔ وہ یہ کہ توحید و تعدد یا عادی ہو گیا وجودی یا مرتبی۔ یہ تین نوعیں ہیں۔ باقی مفہوم توحید و تعدد ان تینوں کے حق میں جنس اور ظاہر ہے کہ مثل چشم و چشمہ معانی عین ان تینوں میں یوں بعید نہیں جو توحید کو شرک کہیے جنس نہ کہیے۔ سو لفظ وجود کی جاپر اگر موصوف توحید بھی کوئی مفہوم عام ہی تجویز کیا جائے تو بہتر ہے۔ سو اگر اطلاق و عموم سے توحید توحید وجودی ظاہر ہے ورنہ تسلیم لازم توحید بالذات التزامی ضرور ثابت ہے۔ اور تصریحات قرآنی و حدیث اس باب میں کافی کیونکہ یہ مضمون درجہ اول کو پہنچ گیا ہے پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا گو الفاظ مذکورہ توحید کوئی پسند متواتر منقول نہ ہوں۔ جیسا تو اثر اعداد و رکعات و الفرض و وتر وغیرہ جیسا اس کا منکر کافر ہے۔ ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہو گا۔ عرض توحید اگر یا اس معنی تجویز کی جائے جو میں نے عرض کیا تو اللہ کا واحد ہونا بندوں ہی کی نظر سے خاص ہو گا۔ بلکہ اگر بالفرض ازل میں بھی کہیں اور کوئی خدا ہو۔ جب بھی اللہ کا واحد ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ ازل بھی کوئی خدا پیدا ہو تو پھر بھی توحید الہی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

ولید پلید کا کلام پلید ختم ہوا اب استغناء ہے کہ ولید جو ازل میں یا بعد ازل بھی اور خدا پیدا ہونے کو توحید الہی کے کچھ منافی نہیں جانتا۔ کافر ہوا یا نہیں اور اس کا وہ ادعا ہے ریائی کہ توحید وجودی بھی متواتر اور اس کا منکر کافر ہے۔ اس کفر سے اسے کیا بچائے گا۔ ہاں اس نے زبانی کہا کہ جو دوسرا خدا مانے کافر ہے۔ اس سے اتنا سچی کیا کہ وہ دوسرا موجود نہیں ماننا مگر اس کی

تجزیہ تو کرتا ہے اور دوسرا خدایہ ہونے کو توحید الہی کے کچھ منافی نہیں جانتا یہ کیا کفر نہیں تو اس کی اگلی تکفیر خود اس کے اس پھلے کفر کو کیا اٹھائے گی۔ نہیں نہیں وہ ضرور قطعاً یقیناً کافر ہوگا اور شیاطین اس کی بگڑی بنائے تو اس کے سر پر چوٹا دیل کا ٹوکرا دھرتے ہیں۔ اسے تو کفر سے پہچان نہیں سکتے۔ خود اس کے ساتھ کفر کے گڑھے میں گرتے ہیں۔ کہتے یہ حق ہے یا نہیں۔ ہے تو قبول کرو۔ نہیں تو وجہ بدل بیان کرو۔

سوال دہم: کیا ہر ممکن ذاتی جائز الوقوع ہوتا ہے۔ آپ لوگ جو معاذ اللہ کذب باری کو ممکن ذاتی کہتے اور بخوف مسلمان اس کے تجزیہ کرنے والے کو کافر کہتے ہیں۔ اگرچہ قطعاً تجزیہ بلکہ وقوع کے قائل ہو۔ جیسا کہ کتاب مستطاب سبحن السبوح سے ثابت ہے تو امکان و تجویز کا فرق خود بھی جانتے ہو پھر معتدالمستند شریف ص ۱۱ کی عبارت کریمہ کا خباثات تحذیر الناس سے فرق پوچھنا کمال وقاحت و بے شرمی ہے یا نہیں۔ معتدالمستند شریف توحید اللہ تعالیٰ ایک معتد کی تصنیف ہے۔ آج تک کسی جاہل سے جاہل مسلمان نے بھی تحذیر الناس کی سی یہ خباثتیں کی ہیں کہ ختم زمانی میں کچھ فضیلت نہیں اس کا مراد لینا کلام اللہ کو مہمل کر دینا ہے۔ ختم نبوت کے یہ معنی ہیں کہ اور نبی بالعرض ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبی جدید کی تجویز کے محل خاتمیت نہیں۔ کہاں تو یہ کھلے کفر اور کہاں وہ صریح حق کہ نبوت جدید ممکن الوقوع نہیں جو اسے ممکن الوقوع کہے کافر ہے۔ مجرد امکان ذاتی ہے۔ وہ بھی تعدد و خاتم میں نہیں۔ دو خاتم النبیین ہونا محال بالذات ہے۔ جو معتدالمستند کے ارشادات عالیہ ہیں۔ یہاں فرق نہ سمجھنا تو اس سے بھی بدتر ہے۔ جو حضرت مولوی معنوی قدس سرہ نے فرمایا کہ یہ

انچہ انسان میسکند یوزینہ ہم آں کند کز مرد پند دم بدم
اوگماں بردہ کہ من کردم چو او فرق را کے پند آں استیرہ چو

وہاں نقالی تو تھی اسے تو اتنی بھی نصیب نہیں اور فرق کی طلب۔

سوال یازدہم: محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کے دھرم میں عزیز و جلیل ہیں یا نہیں۔
للہ العزۃ ولسولہ قرآن عظیم کا ارشاد ہے یا نہیں۔ حضور کی ذات مقدسہ پر عزت و جلال کا حکم کرتا صحیح ہے یا نہیں۔

سوال دوازدہم: بالانکہ بعض قطعی قرآن عظیم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلکہ ان کے بندے ان کے غلام بھی عزیز و جلیل ہیں۔ اللہ عز و جل کی طرح محمد عز و جل کہنا منع ہے یا نہیں علمائے کرام نے اس کی ممانعت فرمائی یا نہیں اگر ہے تو اس ممانعت کی کیا وجہ ہے۔ آیا یہ کہ عزت و جلالت معاذ اللہ ذات اقدس سے مطلوب ہے اور ذات مقدسہ پر اس کا حکم کرنا صحیح نہیں یا اس کی وجہ محض اس لفظ سے محقق ہے نہ کہ حکم کو شامل۔

سوال سیزدہم: جو اس ممانعت کی بنا پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ پر عزت و جلالت کا حکم کرنا ہی صحیح نہ جانے وہ فقط لفظ عز و جل کے اطلاق کو منع کرتا ہے یا خود معنی عزت و جلالت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ثابت کرنے کو باطل و غیر صحیح مانتا ہے۔ ایسا ماننے والا مسلمان ہے یا کافر سنی ہے یا بدین فاجر۔

سوال چہار دہم: شے پر شے کا حکم کرنا موضوع کے لیے معنی محمول کا ثابت کرنا ہے یا صرف لفظ کا اطلاق کرنا جو حکم ہی کو باطل ماننے اس کا یہ عقیدہ کہ میں صرف اس لفظ کے اطلاق کو رد کرتا ہوں۔ حکم صحیح مانتا ہوں۔ صریح مکابہ ہنٹ دھرمی عناد بے شرمی ہے یا نہیں۔

سوال پانزدہم: ولید سے سوال ہو کہ زید اللہ عز و جل کو مبداء فیاض کہتا ہے کہ فیضان کی اس سے ابتدا ہے۔ زید کا استدلال اور یہ عقیدہ کیسا ہے۔ ولید اس کے جواب میں کہے۔

اللہ عز و جل کی ذات مقدسہ پر مبدئیت فیض کا حکم کیا جاتا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس سے مراد مبدئیت بنظر بعض اشیاء ہے یا بمعنا کل اگر بعض اشیاء مراد ہیں تو اس میں اللہ تعالیٰ کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا مبداء ہونا تو ہر کھار اور کافروں اور جانوروں کے لیے بھی حاصل ہے۔ کیونکہ ہر شخص کوئی نہ کوئی ایسی بات کرتا ہے جس کی اسی سے ابتداء ہے کسک کہار نئی نئی مورتیں مٹی سے بناتے ہیں بجا سب سے پہلے عروبن لچی کافرنہ چھوڑے سنت نبویہ بدلتے کی ابتداء سب سے پہلے بزید نے کی جو بنے کی ابتداء سے ہے تو چاہیے کہ ہر کھار اور کافراور جانور کو مبداء فیاض کہا جائے پھر اگر زید اس کا التزام کر لے کہ ہاں میں سب کو مبداء فیاض کہوں گا تو پھر مبدئیت فیض کو مجملہ کمالات الہیہ کیوں شمار کیا جاتا ہے۔ جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات الوہیت سے کب ہو سکتا ہے۔ اور اگر

الزام نہ کیا جائے تو خدا و غیر خدا میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے اور اگر تمام اشیاء کی مبدئیت مراد ہے۔ اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل عقلی و نقلی سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ خود اپنی ذات کا مبدع نہیں اگر کسی کو ایسے الفاظ سے شبہ واقع ہو۔ جیسا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد مذکور ہے۔ خالق کل شیء یا قتل اس کے تو سمجھ لینا چاہیے کہ یہاں عموم استغراق حقیقی مراد نہیں کیونکہ اس کا استحالة اوپر دلیل عقلی و نقلی سے ثابت ہو چکا ہے۔ بلکہ یہاں عموم و استغراق اضافی مراد ہے۔ یعنی باعتبار خالقیت بعض اشیاء کہ اس پر قدرت کمالات ضروریہ متعلقہ بہ الوہیت سے ہے عموم فرمایا گیا۔ پس اس کا مقتضی صرف اس قدر ہے کہ الوہیت کے لیے جو مبدعیتیں لازم و ضروری ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کو بتماہما حاصل ہیں۔ الفاظ عموم کا عموم اضافی میں مستعمل ہونا صحاح و رات جمیع السنۃ میں بلا تکرار جاری ہے اور خود قرآن مجید میں مذکور بتقیس کی نسبت فرمایا گیا: و اذینت من کل شیء یعنی اس کے پاس تمام چیزیں تھیں یہ ظاہر ہے کہ اس کے پاس اس زمانہ کی ریل اور تار برقی اور لیمپ اور گیس اور نوٹ وغیرہ ہا ہرگز نہ تھے، وہاں بھی اشیاء ضروریہ لازمہ سلطنت کا عموم مراد ہے۔ پس ایسا عموم مثبت مدعا زید ہرگز نہیں۔ اجوبہ مذکورہ سے واضح ہو گیا کہ زید کا عقیدہ اور قول برتاؤ غلط اور خلاف لصوص تشریح ہے۔ ہرگز اس کا قبول نہ کرنا کسی کو جائز نہیں زید کو چاہیے کہ توبہ کرے اور اتباع سنت اختیار کرے۔ تمام ہونے والی ولید پلید کی تقریر کفر و تمہید تو آپ ہی فرمائیے کہ اس نصیحت کا یہ جواب کفر ہے جواب و تنقیص شان رب الارباب عز وجلالہ ہے یا نہیں۔

سوال شانزدہم: اس نے اس کلام ملعون میں مبدئیت کی دو قسمیں مبدئیت کل و مبدئیت بعض کر کے قسم اول کا بطلان دلیل عقلی و نقلی سے ثابت مانا یا نہیں۔ کہو مانا۔ اور مراحۃ مانا تو اس کے نزدیک مبدئیت الہی صاف صاف قسم دوم کی ہوتی یا نہیں۔ کہو ہوتی اور ضرور ہوتی۔ اب اسی قسم پر کہتا ہے کہ اس میں اللہ کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا مبدع ہونا تو ہر کسک ہر کھار کے لیے بھی حاصل ہے تو صاف صریح بے پیر بھار بے گنجائش انکار اس سے کہا یا نہیں کہ جیسا مبدع اشیاء ہونا اللہ کے لیے ثابت ہے۔ ایسا تو ہر کسک ہر کھار کے لیے حاصل ہے۔ کیا اس میں اس نے مراحۃ اللہ حد قہار کو گالی دی یا نہیں۔ بولو دی اور

ضروری۔

سوال ہفتم: حفظ الایمان والی رسلیا کی تقریر بعینہ ہی تقریر ولید پلید ہے یا نہیں کہو ہے اور ضرور ہے۔ اس کے مصنف نے بھی اس کلام ملعون میں علم متعلق بغیب کی دو قسمیں علم کل و علم بعض کر کے قسم اول کا بطلان دلیل عقلی و نقلی سے ثابت مانا یا نہیں کہو مانا اور مراحۃ مانا۔ تو اس کے نزدیک علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صاف قسم دوم کا ہوا یا نہیں۔ کہو ہوا اور ضرور ہوا۔ اب اسی قسم پر کہتا ہے کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے تو صاف صریح بے پیر بھار بے گنجائش انکار اس نے کیا یا نہیں کہ مغیبات کا جیسا علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ثابت ہے۔ ایسا تو ہر پاگل ہر چوپائے کے لیے حاصل ہے۔ کیا اس میں اس نے مراحۃ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دی یا نہیں۔ بولو دی اور ضروری۔

سوال ہجدهم: رسلیا والا اپنے کفر پر پروہ ڈالنے کو ایک کمرہ گھڑتا ہے کہ لفظ ایسا کا یہ مطلب نہیں کہ جیسا علم واقع میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے الہ تعالیٰ باللہ منہا۔ بلکہ مراد اس لفظ ایسا ہے مطلق بعض علم گوہ ایک ہی چیز کا ہو اور گوہ چیز ادنیٰ ہی درجہ کی ہو۔ کیونکہ اوپر بھی مذکور ہو چکا ہے کہ بعض سے مراد عام ہے اور عبارت آئندہ بھی اس کی دلیل ہے وہو قولہ کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے سے مخفی ہے۔ یوں ہی ولید پلید کہتا ہے کہ لفظ ایسا کا یہ مطلب نہیں کہ جیسا مبدع ہونا واقع میں اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے الہ تعالیٰ باللہ منہا بلکہ مراد اس لفظ ایسا سے ہے مطلق بعض شے کا مبدع ہونا گوہ ایک ہی چیز کا ہو اور گوہ چیز ادنیٰ درجہ کی ہو۔ کیونکہ اوپر بھی مذکور ہو چکا ہے کہ بعض سے مراد عام ہے اور عبارت آئندہ بھی اس کی دلیل ہے وہو قولہ کیونکہ ہر شخص کوئی نہ کوئی ایسی بات کرتا ہے جس کی اسی سے ابتداء ہے۔ ان ولید و پلید دونوں کا یہ مکر کیا ہے اور دونوں مردود ہیں یا ایک مردود و دوسرا مقبول تو وجہ فرق کیا ہے۔ حالانکہ دونوں نے بعینہ ایک کلام کہا ہے۔

سوال توزدہم: ولید پلید کے نزدیک اللہ عزوجل کا مبدع ہونا اور رسلیا والے کے نزدیک محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم واقع میں محیط کل ہے یا محیط بعض۔ اول کو

آپ ہی تو عقل و نقلاً باطل بتایا ہے تو ضرور واقع میں مبدییت خدا و علم مصطفیٰ ایسا ہی مانتا ہے جسے کہہ رہا ہے کہ ایسا تو ہر کسکدہ کھار ہر پاگل جانور کو حاصل ہے۔ پھر کہ صریحاً بتا رہا ہے کہ لفظ کا یہ مطلب نہیں کہ جیسا علم واقع میں الخ کیوں جناب تھانوی صاحب یہ ان دونوں پلید و بلید کی صحیح کہہ کر فرمائی ہے یا نہیں۔

سوال لستہم: رسلیا والا دوسرا فریب یہ بتاتا ہے کہ پھر اس عبارت سے چند سطر بعد دوسری عبارت میں تصریح ہے کہ نبوت کے لیے جو علوم لازم و ضروری ہیں وہ آپ کو تمام حاصل ہو گئے تھے۔ انصاف شرط ہے جو شخص آپ کو جمیع علوم عالیہ شریفہ متعلقہ نبوت کا جامع کہہ رہا ہے۔ کیا وہ نعوذ باللہ زید و عمرو و عیسیٰ و مجنون و حیوانات کے علم کو آپ کے علم کے مماثل بتلائے گا۔ کیا زید و عمرو وغیرہ کو یہ علوم حاصل ہیں۔ یہ علوم تو آپ کے مثل دوسرے انبیاء و ملئکہ علیہم السلام کو بھی حاصل نہیں ہیں۔ یوں ہی ولید پلید کہتا ہے کہ پھر اس عبارت سے چند سطر بعد دوسری عبارت میں تصریح ہے کہ الوہیت کے لیے جو مبدییتیں لازم و ضروری ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کو بنما مہا حاصل ہیں۔ انصاف شرط ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کو جمیع مبدییات عالیہ شریفہ متعلقہ الوہیت کا جامع کہہ رہا ہے۔ کیا وہ نعوذ باللہ زید و عمرو بن لہی اور کسکدہ و کھاروں جانوروں کی مبدییت کے بتلائے گا۔ زید و عمرو وغیرہ کو یہ مبدییتیں حاصل ہیں۔ یہ مبدییتیں تو انبیاء و ملئکہ علیہم السلام کو بھی حاصل نہیں۔ ان دونوں پلید و بلید کے اس فریب میں کیا فرق ہے۔

سوال لستہ و یکم: کیا ان دونوں پلید و بلید کے اس مکر سے ان ملعون کلموں کی شناخت اٹھ جائے گی۔ کہ جیسی مبدییت اللہ کی ہے ایسی تو ہر کسکدہ کھار کو حاصل ہے۔ جیسا علم حضور کو ہے ایسا تو ہر پاگل جانور کو حاصل ہے۔

سوال لستہ دوم: رسلیا والا تیسری چال یہ چلتا ہے کہ بلکہ اس شق پر جو مخدور لازم کیا گیا اس پر غور کرنے سے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ مشابہت کی نفی کی گئی ہے۔ چنانچہ بعض علوم غیبیہ کے مراد لینے پر یہ خرابی بتلائی ہے کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے الخ یعنی اس صورت میں آپ کی تخصیص نہ رہے گی۔ بلکہ زید و عمرو وغیرہ بھی اس صفت میں آپ کے شریک و مشابہ ہو جائیں گے۔ حالانکہ آپ کی صفات خاصہ کمالیہ میں آپ کا کوئی شریک و مشابہ نہیں ہے۔

اس لیے یہ شق باطل ہوئی۔ یوں ہی ولید پلید کہتا ہے کہ بلکہ اس شق پر جو مخدور لازم کیا گیا ہے اس میں غور کرنے سے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ مشابہت کی نفی کی گئی ہے۔ چنانچہ مبدییت بعض اشیاء مراد لینے میں یہ خرابی بتلائی گئی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی کیا تخصیص ہے الخ۔ یعنی اس صورت میں اللہ تعالیٰ کی تخصیص نہ رہے گی بلکہ زید و عمرو وغیرہ بھی اس صفت میں اس کے مشابہ و شریک ہو جائیں گے۔ حالانکہ اس کی صفات خاصہ کمالیہ میں کوئی اس کا شریک و مشابہ نہیں ہے۔ اس لیے یہ شق باطل ہوئی۔ ان دونوں کی اس چال میں کیا فرق ہے۔

سوال لستہ و سوم: ان دونوں پلید و بلید کی یہ چال مزید بے ایمانی ہے یا نہیں۔ کی تو صاف صاف نفی تخصیص کہ یہ اللہ و رسول سے خاص نہیں۔ ہر کسکدہ کھار پاگل جانور کو حاصل ہیں۔ اور بننا چاہتے ہیں طالب تخصیص۔ یعنی ہم نے تو یہ کہا تھا کہ ایسے ہونا چاہئیں کہ اللہ و رسول سے خاص ہوں۔

یہ ایمانوں! تخصیص تو وہ چاہے جو ان کی صفت جانے۔ تم دونوں تو اللہ و رسول پر ان کا حکم ہی صحیح نہیں مانتے نہ کہ ان کی ان کے لیے خصوصیت چاہو۔
شرم بادت از خدا و از رسول

کیوں جناب تھانوی صاحب ان دونوں پلید و بلید کی مکاری سے بڑھ کر اور کیا مکاری ہوگی۔ بھین کفر اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے اسلام بنانا چاہیں۔ کیوں جناب تھانوی صاحب کیا جو خود کہا اسے اس کی نفی پر حمل کر کے ہر کافر مسلمان کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

سوال لستہ و چہارم: رسلیا والا چوتھا داؤ یہ کھینچتا ہے کہ اگر بزعم معترض تشبیہ کے لیے بھی ہوتا تب بھی علم زید و عمرو وغیرہ کو علم برشول سے تشبیہ نہیں دی گئی بلکہ مطلق بعض علوم سے جمل کا اوپر ذکر ہے۔ یوں ہی ولید پلید کہتا ہے کہ

اگر بزعم معترض تشبیہ کے لیے بھی ہوتا تب بھی مبدییت زید و عمرو بن لہی وغیرہ کو مبدییت

خاصہ تشبیہ نہیں دی گئی بلکہ مطلق بعض مبدئیت سے جس کا اوپر ذکر ہے ان دونوں کے اس میں
داؤ میں کیا فرق ہے۔

سوال لبت و پنجم: جناب تھانوی صاحب ملاحظہ ہو کہ ایمان کے ساتھ ان دونوں بے
ایمانوں کے حواس بھی جاتے رہتے ہیں۔ اسے سبحان اللہ علم زید کو تشبیہ دی ہے مطلق بعض علوم
سے۔ مبدئیت زید کو تشبیہ دی ہے مطلق بعض مبدئیت سے۔ آج تک کسی سلیم الحواس نے فرد کو
مطلق سے تشبیہ دی ہے۔ جیسے کہ تھانوی صاحب تو بالکل ایسے ہیں جیسے آدمی۔ کیوں جناب
تھانوی صاحب ان دونوں مکاروں کا یہ کھسیا ناداؤ ان کی قصہ لینا چاہتا ہے یا نہیں۔ بلکہ لفظاً
ایک فرد کو دوسرے سے تشبیہ دی اور وہ مطلق و تشبیہ ہے کہ دونوں میں مشترک ہے تو رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے علم ہی کو ہر پاگل جانور کے علم سے تشبیہ دی۔ اللہ عزوجل کی مبدئیت ہی کو
ہر کسگر کھار کی مبدئیت سے تشبیہ دی اور پھر بے ایمان محض منہ زور سے مسلمان پکڑنا
چاہتے ہیں۔ ان سے کیسے خیشو دور ہوو، تمہارا منہ اور مسلمان۔ کیوں جناب تھانوی صاحب
یہ ٹھیک نہ یا نہیں۔

سوال لبت و ششم: رسیا والا پانچواں جعل یہ گناہ تھا ہے کہ بلکہ لغرض محال اگر علم رسول
سے بھی تشبیہ ہوتی۔ تب بھی من کل الوجوہ نہ ہوتی بلکہ صرف اتنے امر میں کہ جب طرح مطلق بعض غیب
کا حصول آپ کے لیے علت ہو گئی۔ اطلاق عالم الغیب کے لیے اسی طرح مطلق بعض غیب
کا حصول دوسروں کے لیے علت ہو جائے گی۔ اطلاق عالم الغیب کے لیے اگرچہ یہ دونوں
بعض متغائر ہوں۔

یوں ہی ولید پیدا کرتا ہے۔

بلکہ لغرض محال اگر مبدئیت خدا سے بھی تشبیہ ہوتی تب بھی من کل الوجوہ نہ ہوتی بلکہ صرف
اتنے امر میں کہ جس طرح مطلق مبدئیت بعض کا حصول اللہ کے لیے علت ہو گیا۔ اطلاق مبدع
فیاض کے لیے اسی طرح مطلق مبدئیت بعض کا حصول دوسروں کے لیے علت ہو جائے گا
اطلاق مبدع فیاض کے لیے اگرچہ یہ دونوں بعض متغائر ہوں۔ ان دونوں کی اس جعل سازی میں
سہ ہم مسلمان کہتے ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کیا فرق ہے۔

سوال لبت و ہفتم: جناب تھانوی صاحب ان دونوں بے ایمانوں کی مکاری دیکھئے۔
کسگر کھار کی مبدئیت اور اللہ عزوجل کا مبدع ہونا مشبہ و مشبہ بہ تھے اور مطلق مبدئیت بعض
وجہ شبہ اور صحت اطلاق مبدع فیاض کے لیے علت ہونا اس پر متفرع کہ جنیت نے یہ تشبیہ
دے کر اس پر تفرس کی تھی کہ تو چاہیے کہ کھار کو مبدع فیاض کہا جائے یا نہی ہر پاگل جانور کے
علم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم اقدس مشبہ و مشبہ بہ تھے اور مطلق علم بعض
مغیباب وجہ شبہ اور صحت اطلاق عالم الغیب کے لیے علت ہونا اس پر متفرع کہ مردک نے یہ
تشبیہ دے کر اس پر تفریح کی تھی تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے۔ اب دونوں
جنیت و مردک اس تفریح ہی کو وجہ شبہ کیسے دیتے ہیں۔ کیا آپ کے نزدیک ان بدخواہوں
کی منت ٹھکانے ہے۔

سوال لبت و ہشتم: رسیا والا چٹا جعل یہ کھیلتا ہے کہ ایسی تشبیہ من بعض الوجود تو
نفس قطعی قرآنی میں موجود ہے۔

قل انما انا بشر مثکم۔ ان تکونوا لای المؤمن فانه سیمیا المؤمن کما قال المؤمن۔
اول میں مقبول کی ایک حالت کو غیر مقبول کی ایک حالت سے اور دوسری میں غیر مقبول کی ایک
حالت کو مقبول کی حالت سے تشبیہ دی ہے۔ بعینہ اسی طرح ولید پیدا کرتا ہے۔ ان دونوں
کے اس جعل میں کیا فرق ہے۔

سوال لبت و نہم: جناب تھانوی صاحب آپ نے ان جہشوں کی بے ایمانی دیکھی۔

سہ اب بھی تو دونوں کہہ رہے ہیں کہ اسی طرح مطلق بعض کا حصول علت ہو جائے گی۔ اطلاق کے لیے یعنی
یہ لازم آئے گا۔ یہ تفریح ہوئی یا وجہ شبہ سفید سے پوچھیے کیوں منت ہو جائے گا۔ اگر کہے اس لیے کہ علت ہونے
میں دونوں مشترک ہیں تو کھلا مصداق علی المطلب اشتراک کی وجہ اشتراک فی العلۃ لاجرم کہے گا کہ علم اقدس
حضور اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ہر پاگل پائے کا علم دونوں ایک سے ہیں تو جیسے وہ علت ہر گیارہ بھی ہو جائے گا۔
اب کھل گیا کہ بے ادب علم اقدس کو ان ذیلوں کا عالم مانتا ہے اور علیت اطلاق کو اس پر متفرع دیکھتا فانی تھوڑی

کہاں تہمسائوں کی تسکین کو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ اگر ٹرائی میں تمہیں تکلیف پہنچتی ہے۔ تو ایسی ہی تکلیف کافروں کو بھی پہنچتی ہے اور کہاں ان بلیہ و بلیہ کا ایک کمال خدا و رسول کی نفی کے لیے یہ یکتا کہ جیسی سیدیت اللہ کو ہے ایسی کو ہر کسک کہہ کر ہے۔ جیسا علم غیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چاہیے تو ہر پاگل جانور کو ہے۔ کیوں جناب تھانوی صاحب ان بے ایمانوں کو بھی مسلمان کی ہوا بھی لگی ہے اور جب ان دل کے اندھوں کو یہاں فرق نہ ہو چھا تو یہ کیا سوچے کہ مولیٰ عزوجل اپنے بندوں کی نسبت جو فرمائے یا محبوبان الہیہ راہ تواضع جو اپنی نسبت فرمائیں انہیں دوسرا حجت بنا کر اپنی طرف سے یکے تو ایمان سے جاسے، زبان گدی کے پیچھے سے کھینچی جائے۔ جہنم کی آگ میں فق اذی الاشراف الرشید کہہ کر تلافی جائے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا:

وَعَلَىٰ آدَمَ دِيهَ فَعْوَىٰ -

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

انما انا ابن امرأتہ قرشیة تا حل القدید -

دوسرا تو کہہ دیجئے۔ جناب تھانوی صاحب آپ نے سنا ہو کہ کافروں نے رسولوں سے کہا:

ما اثمکم الا بشر مثلنا -

کیا مسلمان بھی ایسا ہی کہتے تھے۔

ہم سہمی با اولیا برداشتند

انبیاء را ہچو خود پنداشتند

کیوں جناب تھانوی صاحب ان دونوں بلیہ و بلیہ پر کئے لاکھ تفت کی جائے۔

سوال ششم: رسیدا والا سا تو ان چل یہ چلتا ہے کہ البتہ اگر کوئی اس تشبیہ پر اکتفا کر کے وجہ تفاوت و تفاضل کو بیان نہ کرے تو بے شک قبیح ہے۔ لیکن جب اس کا بھی ساتھ ساتھ بیان ہو۔ جیسا قرآن مجید میں مشککہ کے بعد یوحیٰ الی اور قالہمون کے بعد تشرجون من اللہ ما لا یرجون ہے اور جیسا کہ تقریر مذکور میں کہ کلام متلاصق و متناسق ہے۔

آپ کا جامع علوم لازمہ نبوت ہونا مصرح ہے یا طرز بیان تفاوت پر وال ہو۔ پھر کیا قباحت ہے اور جب کہ تشبیہ ہی نہ ہو تب تو تشبیہ کا کوئی موقع ہی نہیں۔ یوں ہی ولید پلید کہتا ہے۔ کہ البتہ اگر کوئی صرف اس تشبیہ پر اکتفا کر کے وجہ تفاوت و تفاضل کو بیان نہ کرے۔ تو بے شک قبیح ہے۔ لیکن جب اس کا بھی ساتھ ساتھ بیان ہو جیسا قرآن مجید میں مشککہ کے بعد یوحیٰ الی اور قالہمون کے بعد و تشرجون من اللہ ما لا یرجون ہے اور جیسا کہ تقریر مذکور میں کہ کلام متلاصق و متناسق ہے۔ اللہ تعالیٰ کا جامع مبادیات لازمہ الوہیت ہونا مصرح ہے یا طرز بیان تفاوت پر وال ہو، پھر کیا قباحت ہے اور جب کہ تشبیہ ہی نہ ہو تب تو تشبیہ کا کوئی موقع ہی نہیں۔ ان دونوں کے اس چل میں کیا بل ہے۔ سوال سی و یکم: جناب تھانوی صاحب آپ نے ان بے ایمانوں کی خباثت دیکھی: کیا اللہ و رسول کو بری تشبیہیں دینا اس وقت کفر ہے کہ اس کے ساتھ ساتھ ان کی کوئی خوبی نہ بیان کی جائے اور اگر اس کے ساتھ ایک آدھ خوبی بیان کر دو تو پھر اللہ و رسول کو جیسی ذیل سے ذیل چاہو تشبیہیں دو کچھ قباحت نہیں۔ قباحت تو جب سوچے کہ دل میں اللہ و رسول کی عظمت ہو ایمان ہو، محبت ہو۔

سوال سی و دوم: جناب تھانوی صاحب خفا ہونے کی بات نہیں جو اللہ و رسول کو کہہ چکے ہو۔ اپنوں کو بھی کہو گے یا دہاں غیظ و غضب سے بھر کتنی آگ میں رہو گے۔ آپ کی ذریات نے شیطانیہ نکالی ہے کہ آپ اور آپ کے بڑے جیسی ناپاک سے ناپاک بات چاہیں۔ اللہ اور رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں منہ بھر کر یک جا نہیں تو وہ سب شیر مادر اور کمال ملائی کا جو مہر۔ اس پر اہل اسلام جو ان دشنامیوں پر حکم شرع لگائیں یا آفتاب پر ان کا تھوکا ہوا ان کے منہ پر پلٹیں تو بے تہذیب ہیں بازاری گفتگو کرتے ہیں۔ قابل خطاب نہیں لائق کلام اہل حجاب نہیں۔ اس ڈھٹائی بے حیائی کی کچھ حد ہے تو بات کیا ہے۔ یہ کہ تمہاری جھوٹی عزت ساختہ وقعت ان کی نکاہوں میں اللہ و رسول کی سچی عظمت سے بدرجہا زائد ہے۔ جب تو تم اللہ و رسول کو جیسی چاہو گالیاں دو۔ آنکھوں کے کچھ ٹھٹھک اور اس پر مسلمان تمہارا نام الف کے تلے لیں تو بے تہذیب ہیں، فحش کلام ہیں: الا لعنة اللہ علی الظالمین

خیر اس کا فیصلہ تو روز قیامت ہوگا۔ وہی آیت اللہ یحکم بینکم یوم القیامۃ جو آپ نے اپنی لبط البنان میں الٹی پڑھی اور تم پر حجت ہونے کے لیے اس کی لوح پر چڑھی کہ ہب فانی القرآن والقرآن یلعنہ وہی انشاء اللہ العزیز روز قیامت تمہارے گلوں پر سوار ہوگی اور جو اللہ و رسول کی کالیوں کے جواب میں تمہیں کچھ کہنا ہے تمہیں ہی بتاتے ہیں۔ ان سب سے بھی سوال ہوگا:

قفوہم انہم مسکولون:

ان سے سوال ہوتا ہے کہ اللہ و رسول تمہاری نگاہ میں ایسے ملے تھے اور ان کے یہ بدگولین اتنے بھاری تمہیں یا تمہارے ماں باپ کو کوئی ادھی بات کہے تو تہذیب و انسانیت سب بالائے طاق رکتھتے ایک کی رس کہہ کر بھی پھیپھڑے پھوڑتے اور اللہ و رسول کے دشنام دینے والوں کے ساتھ ایسے مقدس بے نفس بننے و سبیلہ الذین ظلموا ای منقلب یقلبون خیر یہ تو روز قیامت کا نقشہ ہے۔

اللہ یحکم بیننا وھو خیر الحکیمین۔

اس وقت آپ سے ایک سادہ عرض ہے۔ سیدھی طرح انسان بن کر سنیے اور ہو سکے تو جواب دیجئے۔ ورنہ توفیق ملے تو کلمہ اسلام پڑھ کر توبہ کیجئے۔ ہاں ہاں اولید و بلید تم دونوں نے اللہ و رسول کو تو وہ کچھ کہا کہ جیسی مبدئیت اللہ کو حاصل ہے۔ ہر کسگر کہار کو حاصل ہے جیسا علم غیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے۔ ایسا ہر پاگل ہر جانور کو ہے اور اس پر جو خبر مسلمانوں نے تمہاری لی تو بستی البنان میں ان سات جیلوں حوالوں کی سوچی اور سات ٹھہرایا کہ اللہ و رسول کی جناب میں ایسا منہ کھول دیتے ہیں کچھ تباحث نہیں۔ اب سوال ہے کہ اگر سعید و جمید وغیرہ کہیں کہ جیسا علم جناب گنگوہی صاحب کو تھا ایسا تو

سہ جل و علا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

مہرکتے کو ہوتا ہے۔ جیسا جناب نانوتوی صاحب کو تھا ایسا ہر آلو کو ہوتا ہے۔ جیسا جناب تھانوی صاحب کو ہے ایسا تو ہر گدھے کو ہوتا ہے۔ جیسا جناب دہلوی کو تھا ایسا تو ہر سور کو ہوتا ہے۔ جناب گنگوہی صاحب کی صورت کتے کی سی تھی۔ جناب نانوتوی صاحب کی شکل آلو کی سی تھی۔ جناب تھانوی صاحب کا چہرہ گدھے کا سا ہے۔ جناب دہلوی صاحب کا منہ سور کا سا تھا اور وجہ شبہ یہ بتائیے کہ گنگوہی و نانوتوی و تھانوی و دہلوی صاحبان کو بھی بعض علم ہے اور کتے آلو گدھے، سور کو بھی بعض ہے۔ اگرچہ خیابان مذکورین کو درسیا کا علم جتنا آج کل مولوی کہلانے کو لازم و ضروری ہے۔ کتے، آلو، گدھے، سور سے زیادہ ہے۔ خیابان مذکورین کا منہ، چہرہ، شکل، صورت بھی مخلوق ہے۔ حادث ہے، فانی ہے۔ اور کتے، آلو، گدھے، سور کے منہ بھی مخلوق حادثات و فانی ہیں۔ اگرچہ آدمی کچھ کہلانے کے لیے جو نقشہ لازم و ضروری ہے خیابان مذکورین کو تھا ماہما حاصل ہے تو کیا ایسا کہنا آپ حضرات پسند کریں گے۔ کیا اسے ان خیابانوں کی توہین نہ کہیں گے۔ کیا جس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے لکھ کر چھاپ دیا۔ اور اب اس پر اڑے ہو جھوٹے بہانوں سے اسے بنانے کے پیچھے پڑے ہو۔ یونہی لکھ کر اپنے مہر و دستخط سے یہی الفاظ گنگوہی و نانوتوی و اسماعیل دہلوی کی نسبت چھاپ دو گے۔ جو غدر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دے کر گھڑے۔ کیا یہاں جاری نہیں سب لعینہا جاری ہیں۔ حمید و سعید کہتے ہیں کہ ایسا سے مراد مطلق بعض و فانی ہے نہ کہ واقع میں جیسے خیابانوں کے علم و رخ تھے۔ اس عبارت میں تصریح ہے کہ علم و شکل بقدر لازم مولویت و انسانیت انہیں حاصل تھے۔

۱۔ بلکہ مشابہت کی نفی کی تھی کہ تخصیص چاہیے اور یہ خاص نہیں۔

۲۔ گنگوہی و نانوتوی و تھانوی و اسماعیل دہلوی صاحبان کے علم و رخ کو کتے، آلو،

گدھے، سور کے علم و رخ سے تشبیہ نہ دی بلکہ مطلق بعض علوم و فانی رخ سے۔

۳۔ تشبیہ سے بھی تو من کل الوجود نہ تھی۔

۴۔ من بعض الوجود ناقص و کامل کی تشبیہ قرآن عظیم میں موجود ہے۔

۷۔ فقط تشبیہ پر سکوت ہوتا تو ایک بات تھی۔ ہم نے ساتھ ساتھ وجہ تفاوت بھی تو بتا دی۔ تو کیا وجہ کہ آپ یہ عذرات اپنے بڑوں کے حق میں نہ سنیں اور خود محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں گھڑیں۔ بلکہ آپ کو تو حمید و سجد کے عذر پیش کرنے کی بھی حاجت نہ چاہیے۔ آپ خود ان عذرات کے بادی ہیں وہ کہتے جاتے کہ گلو ہی صاحب سوکر طرح ہیں۔ ناتوی صاحب گھرے کے مثل تھے۔ اسماعیل دہلوی صاحب کتے کی مانند تھے اور آپ شاہاباش دیتے۔ اور امانا صدقنا کہتے جاتے۔ بلکہ حمید و سجد کے کہنے پر کیوں رکھیے۔ خود ہی وہ لائق و بلند خطابات اپنے ان بڑوں کی نسبت لکھ کر چھاپیے اور ہزار پانسو نسخے نہیں بھیجے۔ کہ آپ کی خفص الایمان کی طرح ملک میں شائع کریں اور آپ کا اندر مسلمانوں کو سنا کریں کہ:

بھائیو جناب تھانوی صاحب کو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہی خاص عداوت نہیں ان کی بولی ہی یہ ہے وہ اپنے بڑوں کو بھی ایسا ہی کہتے ہیں۔ کیوں تھانوی صاحب ہے۔ صلاح کیسی تمہارے نفع کی کہی۔ ہاں ہاں وہ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے۔ جن کو منہ بھر کہا اور چھاپ دیا۔ اپنے بڑوں کی طرح ایسا خیال کرتے کیلچہ چارچار رہا تو اچھے گا۔ یہ ہے تمہارا اسلام۔ یہ ہے تمہارا ایمان: **اللعنة الله على الظالمين**۔ مسلمانوں اس سے زیادہ اور بھی وضوح حق کا ذریعہ ہے۔

سوال سی و سوم: جناب تھانوی صاحب آپ پلید و بلید دونوں کی ستم بوکھلاہٹ آٹھریں عیاری ملاحظہ کریں۔

مسلمانوں نے جب ان بے ایمانوں پر قہر الہی اتارا کہ مزدک تم نے دو ہی قسموں میں حصہ کر لیا۔ یا تو کل کو مجبوظ ہو۔ اس طرح کہ ایک فرد بھی خارج نہ رہے۔ (حفظ الایمان ص ۵) یا مطلق بعض کو وہ ایک ہی چیز کی قدر ہو گو وہ چیز ادنیٰ ہی درجہ کی ہو۔ (لبط البنان ص ۴) جس کے شیب تمہارے نزدیک اللہ عزوجل کی مبدئیت بے پایاں اور یزید عمرو بن لہی اور ہر کسگر کھار کی ذیل مبدئیت میں کچھ فرق نہ رہا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم بے انتہا اور یزید عمرو ہر پاگل جانور کے ذیل علم میں کچھ تفاوت نہ رہا۔ جس کی

بنا پر او و لید پلید تو پوچھنے بیٹھا کہ خدا اور کھار میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے اور رسلیا والے بلید تو پوچھنے بیٹھا کہ نبی اور چرپائے میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔ مردکیوں تو خدا کی قدرت سے بھی ٹکری ہو بیٹھو کہ بعض پر قدرت ہوتا مراد ہے تو اس میں اللہ عزوجل کی کیا تخصیص ہے۔ ایسی قدرت تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و جنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے اور اگر کل اشیاء پر قدرت مراد ہے اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل عقلی و نقلی سے ثابت ہے کہ اشیاء میں خود ذات باری بھی ہے اور اسے خود اپنی ذات پر قدرت نہیں۔ یہ دیکھ کر خفیہوں کے پیٹ میں چر ہے دوڑے۔ اب ان دوا ختموں کے سوا تیسرا سوچا اپنی عبارتوں میں تو اس کا کہیں تیانہ تھا۔ لہذا یزید زبان نری ڈھٹائی سے اپنی ایک ہی شق کے دو ٹکڑے کر کے وہ تیسرا اس میں داخل کر لیا۔ رسلیا والا بولتا ہے ایک شق اور متصل تھی کہ آپ کو عالم الغیب تو کہیں مگر نہ تو بنا بر جمیع علوم غیر متناہیہ کے اور نہ بنا بر مطلق بعض علوم کے تاکہ اشتراک لازم آئے۔ بلکہ بنا بر علوم و اقوال عظیمہ کے جو دوسروں کو حاصل نہیں۔ سو یہ شق یہاں صراحتہ مذکور نہیں۔ مگر اس کی طرف بھی مع جواب کے اس قول میں اشارہ کر دیا ہے۔ کہ اگر التزام نہ کیا جاوے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضروری ہے یعنی اگر آپ کو عالم الغیب کہنے اور دوسروں کو عالم الغیب نہ کہنے کا التزام کیا جائے تو شرعاً اس فرق کے معتبر ہونے پر دلیل لانا ضرور ہے۔ یعنی یہ ثابت کرنا چاہیے کہ عالم علوم شریفہ کثیرہ پر شریعت نے عالم الغیب کو اطلاق کرنے کی اجازت دی۔ یونہی و لید پلید کہتا ہے:

ایک شق یہاں اور متصل تھی کہ اللہ تعالیٰ کو مبدء قیاض تو کہیں مگر نہ تو بنا بر مبدئیت جمیع اشیاء حتیٰ کہ خود ذات الہی کے اور نہ بنا بر مطلق مبدئیت بعض اشیاء کے تاکہ اشتراک لازم آئے۔ بلکہ بنا بر مبدئیات و اقوال عظیمہ کے جو دوسروں کو حاصل نہیں سو یہ شق یہاں صراحتہ مذکور نہیں مگر اس کی طرف بھی مع جواب کے اس قول میں اشارہ کر دیا ہے کہ اگر التزام نہ کیا جاوے تو خدا و غیر خدا میں وجہ فرق بیان کرنا ضروری ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ کو مبدء قیاض کہنے اور دوسروں کو مبدء قیاض نہ کہنے کا التزام کیا جائے تو شرعاً اس فرق کے معتبر ہونے پر دلیل لانا ضرور ہے۔ یعنی یہ ثابت کرنا چاہیے کہ مبدئیت اشیاء شریفہ کثیرہ پر شریعت

مبدء فیاض اطلاق کرنے کی اجازت دی ہے۔

جناب تھانوی صاحب ذرا ان دونوں مردوں کی عقل کے ناخن تو لیجئے کیا کسی ذی عقل مسلمان کے وہم میں بھی یہ شقیں گزرنے کی تھیں کہ ذلیل سی ذلیل اور ادنیٰ سے ادنیٰ صفت جو ہر گسکر کھار ہر پاگل چوپائے میں پائی جائے۔ ہم اس سے اللہ و رسول کو موصوف کر کے ان کی یہ تعریفیں کرتے ہیں یا یہ کہ جب تک اللہ خود اپنی ذات کا مبدء نہ ہو جائے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمیع علوم الہیہ کو محیط نہ ہو جائیں۔ ہم ان کی یہ تعریفیں نہ کریں گے۔ بلکہ قطعاً یقیناً ان تعریفوں کا منشا وہی شق نخی۔ جسے یہ جنشاد السنۃ پھوڑ گئے تو اس بے ایمانی کی کچھ حد ہے کہ خصم کے مقابل وہ صریح باطل شقیں جو ہرگز نہ اس کی مقبول نہ اس کو مقبول نہ کسی عاقل کے نزدیک معقول ان کا بطلان بیان کر دیجئے اور شق صحیح کہ یقیناً وہی ان کے خصم کی مراد اور ہر عاقل کا ذہن اسی کی طرف جائے یوں پھوڑ جائے یا بقرض غلط اشارہ کے گھونکھٹ میں چھپا بیٹھے جسے آپ سمجھیں یا آپ کا بیڑ۔

کیوں تھانوی صاحب پاگل کے سوا کوئی بھی ایسی پلید حرکت کرے گا؟

کیوں تھانوی صاحب اصل مقصود کو پر دے میں چھپا جانا جھانول تباہانا اور دو صریح مہمل باتیں کہ کسی کے وہم میں بھی نہ ہوں۔ ان کو یوں چمک چمک کر طویل بیان میں لانا پاگل کے سوا کس کا کام ہے؟

کیا آپ ان خبیثوں سے نہ پوچھیں گے کہ مرد کو یہ کس نے کہا تھا کہ تم ان کو رد کرتے ہو۔ اور جو صریح واضح مراد تھی اسے پھوڑ کر چنپٹ بیٹھے ہو۔ آخر پاگل تو ہونے میں بلکہ تکفیر سے بچنے کے لیے دانستہ بیٹھے ہو۔ کیوں تھانوی صاحب کیسی کہی۔

سوال سی و چہارم: اصل مقصود یوں بچا کر دو مہمل باتوں پر کرنا جو کسی طرح ان کے خصم

صلیہ جل و علا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کیا کسی کے وہم میں نہ تھیں اور اس پر وہ ناپاکیاں گانا کہ جیسا علم علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے۔ ایسا تو ہر پاگل ہر چوپائے کو ہے۔ جیسا مبدء فیض خدا ہے ایسا تو ہر گسکر کھار ہوتا ہے۔ جناب تھانوی صاحب آپ اس قصدی تبدیل بحث کا کچھ اور فائدہ بنا سکتے ہیں سوا اس کے کہ ان پلید و بلید کو منظور ہی یہ تھا کہ اللہ و رسول کی جناب میں خباثتیں بکلیں۔ اصل مقصود پر بحث کرتے تو وہاں ان ملحوظ لفظوں کی کب گنجائش ملتی۔ دوسرا کوئی ملعون بات کیسے تو اس کی شناعة ظاہر کر تی مجبوری ہے۔ مگر وہ بات کہ نہ دوسرے نے کہی نہ اس کے خواب خیال وہم گمان میں نہ کسی عاقل کے نزدیک اس کی اصلاً گنجائش تھی۔ وہ اپنے دل سے تراش کر لا کھڑی کرنی اور عظمت والی بارگاہوں پر گالیاں برسانی سوا اس خبیثیت بد باطن کے کس کا کام ہے۔ جسے مقصود ہی اللہ و رسول کی جناب میں گالیاں لکھنا تھا۔ کیوں جناب تھانوی صاحب آپ کسی مسلمان عاقل سے اس کی نظیر پیش کر سکتے ہیں۔

میں جانتا ہوں آپ بے مثال نہ سمجھیں گے۔ اللہ و رسول کی جناب میں آپ بک چکے ہیں۔ ہم تفہیم کے لیے مثال پیش کریں تو معاف فرمنا۔ حاشا ہم خود نہیں کہتے بلکہ بات یہ ہے کہ اللہ و رسول کی جناب میں گستاخی آپ صاحبوں نے کی اور کبھی سمجھی اور اسے بنانے کی رات دن فکر رکھی تو یہ دکھانا ہے کہ اگر اسی طرز کا کلام کوئی بیباک تمہیں اور تمہارے بڑوں کو کہے تو کتنا برا لگے۔ جس سے تم سمجھ جاؤ کہ ہاں واقعی تم سے گستاخی ہوئی اور تم نہ سمجھو تو مسلمان سمجھ لیں۔ جو انداز تقریر اپنے لیے اتنا برا لگا۔ خدا اور رسول پر بے دھڑک بکا۔ ایمان کا حال معلوم ہو گیا۔ لہذا دریافت ہے کہ زید کے حضرت اسمعیل دہلوی و جناب تلوی و جناب نانوتوی و جناب تھانوی صاحبان ہر ایک صاحب بے نظیر ہیں۔ اس پر اگر کوئی بیباک بول اٹھے کہ اگر بے نظیر سے یہ مراد کہ یہ لوگ معاذ اللہ اللہ کی طرح وحدہ لا شریک لہ ہیں۔ جب تو اس کا بطلان دلیل عقل و نقل سے ظاہر ہے اور اگر یہ مراد لہ ان میں ہر ایک کے پیچھے دفع نجاست کا ایک راستہ ہے تو اس میں ان کی کیا تخصیص یہ سوراخ تو ہر کتے سوز کے ہوتا ہے تو چاہیے سب کو بے نظیر کہا جائے پھر اگر زید اس کا التزام کرے کہ ہاں

میں ہر کہتے، سور کو بھی بے نظیر کہوں گا تو بے نظیر کہنے میں ان صاحبوں کا کیا کمال ہوا جس میں کہتے، سور تک شریک ہیں اور اگر التزام نہ کیا جائے تو جناب اسمعیل و ہامی، گنگوہی، نانوتوی، تھانوی کہتے، سور میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے تو اللہ کو ایک جان کرکنا کیا اسے ان صاحبوں کی توہین کرنے والا نہ جانو گے۔ ضرور جانو گے اور ہم بھی کہیں گے کہ اس نے بہت بیہودہ بات کہی ہے تہذیبی برقی اس سوراخ پر بے نظیر کس نے کہا تھا یا اس کا یہاں کیا احتمال تھا یا اس طرف کس کا ذہن جاسکتا تھا کچھ بھی نہیں بلکہ اس بے باک کو ان حضرات کے سوراخ بکھانا تھے۔ اس لیے بحث بدل کر اصل مقصود چھوڑ کر ان کے سوراخ لے کر چلا۔

ایمان سے کہنا بعینہ یہی حالت ان دونوں پلید و بلید کی ہے یا نہیں۔ ہر کسگر کہہ رہا جتنی نئی بات کر لیتا ہے۔ ہر پاگل چرپا یہ جو ایک آدھ بات دوسرے سے مخفی جانتا ہے۔ اس پر مبدع و فیض ہونے یا غیب جاننے کا حکم کس نے کیا تھا یا اس کا یہاں کیا احتمال تھا یا اس طرف کس کا ذہن جاسکتا تھا کچھ بھی نہیں بلکہ ان ناپاکوں کو منظور ہی یہ تھا کہ اللہ و رسول کی جناب میں ایسے ذلیل و شرمناک الفاظ کہیں اس لیے بحث بدل کر اصل مقصود چھوڑ کر مطلق بعض علم و مبدعیت لے کر چلے۔ ہاں اتنا فرق ہے کہ اس شخص کو عقلاً صرف بے تہذیب کہیں گے۔ اور اس و بلید پلید اور رسینا والے بلید کو کا فر مزند کہ اس کی بے باکی اسمعیل و گنگوہی و نانوتوی و تھانوی کے ساتھ تھی اور ان پلید و بلید کی گستاخی اللہ واحد قہار اور حضور سید البرار کی بارگاہ جل جلالہ و علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ و سب علم الذین ظلموا اى منقلب يتقلبون۔

سوال سی و پنجم: جناب تھانوی صاحب ملاحظہ ہوا ان دونوں پلید و بلید کا صاف صریح حائل تقریر یہ ہے کہ اس حکم کی صحت کا منشا یا مطلق بعض علم و مبدعیت ہے یا علم و

مبدعیت محیط کل ثانی باطل ہے اور اول میں اللہ و رسول کی کیا تخصیص ایسے علم و مبدعیت تو ہر پاگل ہر جانور ہر کھار، ہر کسگر کو حاصل ہیں تو ان سب پر یہ حکم صحیح ہونا چاہیے۔ یہاں تک بزعیم خود ثابت کر لیا کہ یہ منشا سب میں مشترک ہے اور باہم کچھ فرق نہیں۔ اسی بنا پر قاسد پر یہ چٹائی چٹی کہ اب دو حال سے خالی نہیں یا تو التزام کر لو کہ ہاں ہم سب کے لیے یہ اوصاف ثابت مانیں گے تو اس میں اللہ و رسول کا کیا کمال ہوا۔ جس میں جانور تک شریک ہیں اور اگر کہو کہ نہیں نہیں بلکہ اللہ و رسول کے لیے مانیں گے اور ان کے لیے نہ مانیں گے تو اللہ اور کسگر کھار اور نبی اور پاگل جانور میں وجہ فرق بناؤ۔ علت کہ مطلق علم و مبدعیت کا حصول تھا۔ سب میں مشترک ہے۔ پھر حکم اللہ و رسول کے ساتھ خاص اور کھار کسگر پاگل جانور سے منتفی ہونا کیا معنی یہ صاف صریح ان کی تقریر کا منطوق ہے۔ اس میں تیسری شق کہ ہر سے آگئی۔ ابتداء کلام ان لفظوں سے تھی کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے الخ اللہ کی کیا تخصیص ہے الخ۔ جس کا صاف مطلب نفی فرق تھا۔ یعنی اتنی بات میں سب برابر ہیں کہ سب میں مشترک ہے کسی کی خصوصیت نہیں اور انتہائے کلام ان لفظوں پر ہوئی کہ نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔ یہ بھی وہی بات ہوئی کہ اس امر میں نبی و غیر نبی میں کچھ فرق نہیں۔ خدا و غیر خدا میں کچھ فرق نہیں ہو تو بتاؤ کیا فرق ہے۔ تو اول تا آخر مسلسل متلاصق متناسق کلام کا آدھا الگ ٹوڑ کر محض زبان زوری سے تیسرا احتمال داخل کیے جیتے ہیں جو اس تقریر کے بالکل خلاف ہے یہاں تو نفی فرق ہو رہی ہے اور اس تیسرے احتمال پر فرق تسلیم کیا ہے۔ وہ بھی اتنا عظیم کہ آسمان و زمین کے فرق کو اس سے کچھ نسبت نہیں یعنی کہاں خدا کی مبدعیت کہاں کسگر کھار کی کہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم غیب کہاں پاگل جانور کے۔ کیوں تھانوی صاحب نفی فرق کی شق کو تسلیم فرق کی

۳۲۱ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ منہ۔

۳۲۲ جل و علا و تبارک و تعالیٰ و تقدس۔ ۱۲ منہ۔

۳۲۳ جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ۱۲ منہ۔

۳۲۴ جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

شق بنانا ان پلید و پلید کی کیسی کھلی ہے ایمانی ہے۔ تھانوی صاحب مطلب تو مطلب لفظوں ہی کو دیکھئے کہاں تو یہ کہ وہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔ یعنی کوئی وہ فرق نہیں جو مدعی ہو بیان کرے۔ جس میں صاف انکار فرق ہے اور کہا یہ کہ شرعاً اس فرق کے معتبر ہونے پر دلیل لانا ضرور ہے۔ جس میں صاف اقرار فرق ہے کیوں تھانوی صاحب انکار کو اقرار ٹھہرا کر کونسا کافر مسلمان نہیں بن سکتا۔

سوال سی و ہشتم: جناب تھانوی صاحب ملاحظہ ہو کہ رسلیا والے کو تو وہ اس لبط البنان میں بھی تسلیم ہے کہ اس کی یہ تقریر مستقل دلیل ہے۔ ص ۳۶ پر لکھا ہے:

میں نے اس دعوے پر دو دلیلیں قائم کی ہیں۔ وہ عبارت دوسری دلیل کی ہے۔ جو اس لفظ سے شروع ہوئی ہے۔ پھر ضرور یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر الہ

اب اگر اس کی دوشقی میں وہ تیسرا احتمال داخل نہ کریں جب تو بے شک یہ دلیل رہتی ہے اور وہ مستدل اگرچہ یہ دلیل استہتم کی طرف دلیل ہو کہ وہ دوشقیں کر کے دونوں باطل کر دیں۔ مگر یہ اپنی دوشقی میں وہ تیسرا داخل کر کے دہ فرق بیان کرنا ضرور ہے کہ یہ معنی گھڑتا ہے کہ اس فرق کے معتبر ہونے پر دلیل لانا ضرور ہے۔ یہ دلیل نہ ہوئی بلکہ طلب دلیل ہوئی اور یہ قائل مستدل نہ رہا بلکہ مانع ہو گیا۔ مگر خود اسے اب تک تسلیم ہے کہ وہ مستدل ہے مانع نہیں اس کی یہ تقریر دلیل ہے۔ سوال نہیں تو اسی کے منہ واضح ہوا کہ اس کی دوشقی میں اس تیسرے کا دخول

خفص الایمان تو خفص الایمان اس لبط البنان کے صراحتاً لکھنے تک بھی اس کے ذہن میں نہ تھا۔ اب خصم کی مار بچانے کو یہ چھوٹا شاخسانہ چھیڑا اور خود اپنے اوپر بھی ہتھان جوڑا ہے۔

سوال سی و ہشتم: جناب تھانوی صاحب ان دونوں پلید و پلید کی نویں غلامی دیکھئے۔ اولاً سائل کا سوال کہ وہ بھی انہیں کا خانہ ساز تھا اس کی عبارت ملاحظہ ہو۔ جس میں صراحتاً یہ الفاظ موجود کہ زید کا یہ عقیدہ کیسا ہے۔ نہ یہ کہ صرف لفظ کو پوچھتا ہو۔ اگرچہ معنی صحیح ہوں اسے یہ رسلیا والوں بنانا ہے کہ سوال میں مقصود اصل مسئلہ کی تحقیق نہیں ہے۔ بلکہ عالم الغیب کے اطلاق کو پوچھتا ہے۔ تھانوی صاحب دیکھئے۔ یہ پلید کیسا کذاب درد بخت چراغ ہے مسائل تو صاف صاف عقیدہ کو پوچھتا ہے۔ یہ نہ رے اطلاق لفظ پر ڈھالتا ہے۔ ثانیاً جواب

کے لفظ دیکھئے۔ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔ اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے۔ ملاحظہ ہو نفس حکم کو صحیح نہیں مانتا نہ کہ صرف اطلاق لفظ کو ثناء دلیل جو پیش کی اگر ٹھیک پڑتی تو وہ بھی نفس حکم کا ابطال کر رہی ہے نہ کہ صرف اطلاق لفظ کا اگرچہ حکم صحیح اور منشاء ثابت ہو اور وہ اس تیسری شق پر منشاء حکم کو خود تسلیم کرتا اور انکار کو صرف اطلاق لفظ کی طرف پھیرتا ہے کہ یہ ثابت کرنا چاہیے کہ عالم علوم شریعہ کثیرہ پر شریعت نے عالم الغیب کو اطلاق کرنے کی اجازت دی ہے۔ ملاحظہ ہو اس شق سوم پر منشاء حکم عالم علوم شریعہ کثیرہ ہونا تھا۔ اسے تسلیم کرتا اور صرف اجازت اطلاق لفظ کا ثبوت مانگتا ہے تو خود اسی کے منہ روشن طور پر واضح ہوا یا نہیں کہ اس کی دوشقی تحریر میں یہ تیسرا کسی طرح داخل نہیں ہو سکتا۔ اس سے تو سائل نے صراحتاً حکم و عقیدہ کا سوال کیا اور اس نے صاف صاف حکم کو غیر صحیح بتایا اور مراد معنی ہی کی بحث لگائی اور اس کی وہ دوشقی تقریر نفس حکم ہی کی نفی کرتی آئی تو اس میں یہ تیسرا کہ منشاء حکم کو صحیح مان کر صرف اطلاق لفظ میں کلام کرتا ہے۔ کیونکہ داخل ہو سکتا ہے۔

تھانوی صاحب کیا آپ نہ کہیں گے کہ یہ عبارت غدار پکتے بے ایمان کیا وہیں بیخوفون العلم عن مواضعہ میں یہود کے بھی استاد ہیں۔

سوال سی و ہشتم: جناب تھانوی صاحب اگر ہم ان دونوں پلید و پلید کی مان بھی لیں تو ذرا غور سے بتائیے کہ اس مکاری میں رسلیا والا پلید بڑھ کر رہا یا پلید پلید ہم تو جانیں پلید پلید

سارہ الباعا ملاحظہ ہو دریافت کیا کرتا ہے۔ اس غیب سے مراد بعض ہے یا کل پھر کہا اگر بعض مراد ہیں نہ پھر کہا اور اگر تمام مراد ہیں۔ اول تا آخر مراد معنی سے بحث کر رہا ہے اور تری منہ زوری سے اسی مجرب بحث اطلاق لفظ پر ڈھالا چاہتا ہے۔ عامسا جہاں نفس اطلاق لفظ میں وقت ہو۔ معنی و مراد پر لحاظ نہیں ہوتا۔ اس کے دہرہ اور ہوتے ہیں جیسے ایہام نہ کہ معنی مراد پر کلام تو جو دہرہ یہاں اصل نہ لایا انہیں جاتا ہے اور جو لے انہیں انہیں کیسرا اٹاتا ہے تو یہ تاویل ہوئی یا مریخ تحویل فاحش تبدیل بات بنانا ہوا یا اول تا آخر تمام تقریر کو ہوتا باقی دکھانا سارا گفتہ ناگفتہ ٹھہرانا یوں بات بن جائے تو ہر پاگل کی بن سکے۔ لاہرم اس تقریر کو بحث اطلاق لفظ سے وہی علقہ ہے۔ جو حضرت تھانوی کو دین و عقل سے یعنی بنائیں کلی قطعی ۱۲ منہ

رسلیا والے پر چڑھ کر رہا اس لیے کہ اس فریبی بناوٹ پر دونوں پلید و بلید کا حاصل تقریر وہاں تک تو مشترک رہا۔ آگے ولید کو دورا ہیں۔

اولاً: وہ کہہ سکتا ہے کہ زید استدلال تھا اور میں مانع ہوں۔ مجھے اتنا کہنا کافی ہے کہ صحت اطلاق کے لیے اس فرق کے شرعاً معتبر ہونے پر دلیل لانا ضرور ہے۔

ثانیاً: مستدل بنے تو یہ کہہ سکتا ہے کہ اللہ عزوجل کے نام تو قیفی ہیں۔

صحت اطلاق کے لیے صرف صحت معنی کافی نہیں اور قرآن و حدیث سے نہ لفظ مبدع ثابت ہے۔ نہ لفظ فیاض تو فرق ہزاروں قسم کے سہی صحت اطلاق نہیں۔ مگر بلید بے چارے

نے اپنی دونوں گلیاں بند کر لیں۔ پہلی تو اس لیے کہ وہ اپنی مسماۃ لبسط البنان کے منہ اقرار کر بیٹھا کہ میں مستدل ہوں نہ کہ مانع اور پچھلی اس لیے کہ بیچارہ ولید کی سی کوئی دلیل بھی پیش نہیں کر سکتا۔ لے دے کہ اگر کہے تو وہی جو دلیل اول میں کہہ چکا ہے کہ اس میں ایہام ہے

لہذا جائز نہیں اس تقدیر پر یہ وہی دلیل اول ہو جائے گی کہ جب صرف اطلاق لفظ میں بحث ہے تو اس سے اسی قدر متعلق اور یہ عین دلیل اول ہے۔ باقی ہر بات لغو و خارج از بحث

ہیں۔ حالانکہ وہ اسی مسماۃ لبسط البنان کے منہ اقرار کر چکا ہے کہ میں نے اس پر دو دلیلیں قائم کی ہیں۔ دوسری دلیل اس لفظ سے شروع ہے پھر آپ کی ذات مقدسہ پر الجا بے چارے کی

دونوں گلیاں بند ہیں۔ کہیے ولید پلید رسلیا والے پر چڑھ کر رہا یا نہیں۔

غرض جناب تھانوی صاحب ملاحظہ ہو بے چارے رسلیا والے نے کفر کا ٹوکرا سر سے ٹانے کے لیے اپنی دوستی میں تیسرا احتمال داخل کرنے کے لیے ساتوں کرم کیے انکار

فرق کو اقرار فرق بنایا۔ سوال عقیدہ کو سوال لفظ بنایا۔ نفی حکم کو تصحیح حکم بنایا نفی میں مراد و معنی کو بحث لفظ بنایا۔ ابطال منشا کو تسلیم منشا بنایا۔ دلیل ابطال معنی کو دلیل ممالعت لفظ

بنایا۔ خود مستدل سے مانع بنا۔ غرض گر گٹ کے سے رنگ بدلا۔ کونسا روپ تھا کہ نہ بھر اعلانیہ پیٹ بھر کر کھایا۔ مگر کال نہ کٹا۔ کیوں جناب تھانوی صاحب یوں نہ کو ہاں۔ ہاں کونہ بنا

کر کون سے مجنوں کا کلام صحیح نہیں ہو سکتا۔ کون سے کافر کا کفر اسلام نہیں ہو سکتا۔ اسی پر کہتے تھے کہ مصنف حسام الحرمین اور تمام علمائے کرام حرمین شریفین رسلیا والے کا مطلب

نہ سمجھے۔ بیشک ایسا مطلب وہی سمجھے جس سے دونوں جہان میں خدا سمجھے۔ تھانوی صاحب بناوٹ کا مزہ چکھا۔ ذق انکے انت الذنوب الرشید۔

سوال سی و نہم: جناب تھانوی صاحب اب کہ رسلیا والے کا گھونگھٹ کھل گیا اور سب نے دیکھ لیا کہ کلام معنی میں ہے نہ صرف اطلاق لفظ میں اگر یہ کجماں بے حیائی اپنی دوستی

میں وہ تیسرا احتمال داخل بھی کرے تو اب اس کی اس پچھلی کیا دی کا حاصل یہ ہو گا کہ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب کے علوم کثیرہ جلیلہ شریفہ و اقربہ حاصل ہیں اور پاگل

یا جانور کو ایک آدھ ذلیل بات کا علم غیب یہ فرق ہے تو بیشک مگر شرعاً اس فرق کے معتبر ہونے پر دلیل لانا ضرور ہے۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بے حد و

پایاں علوم غیب کی شرع نے کچھ قدر کی ہو اور اسے حضور کے لیے توصیف و مدح کا سبب جانا ہو ایسا نہیں بلکہ شرع کی نگاہ میں مورث مدح نہ ہونے میں حضور کے علوم اور ہر پاگل جانور

کا علم یکساں ہے۔ اس لیے کہ شرع نے اس فرق کا کچھ اعتبار نہیں کیا ہے۔ کیوں جناب تھانوی صاحب کیا یہ کھلا کفر نہیں؟ یہ کیا تو نہیں شان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں

یہ کیا صریح البطلان قرآن و حدیث اجماعاً ثابت نہیں۔ ۱۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

لہ تھانوی صاحب پھر نہ ممکن کہ میں نے تو اطلاق لفظ عالم الغیب کے لیے نامعتبر کہا ہے نہ کہ حضور اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح کے لیے اس کے کتنے رد بالغ ابھی کر چکا ہوں اور حسب قیام مہندہ مسلم

تو صدق مشتق سے کون مانع اگر وہی ایہام لے کر دوڑو تو وہ دیکھو مسماۃ لبسط البنان دور سے اٹھ کر دکھا رہی ہے کہ اوں ہوں یہ تو پہلی دلیل بخفی میں یہاں دوسری دلیل میں ہوں ۱۲ منہ۔

۲۔ رسلیا اس کھلے کفر کا بھی ڈھکا اقرار اپنے پانچویں جلی میں کر چکا کہ علم اقدس و علم ہر چہ پایہ دونوں بعض کو متغایر مان کر حکم بہ علم غیب کے بارہ میں پھر دونوں کو مساوی کر دیا کہ علیت حکم میں علم اقدس اور معاذ اللہ

علم چوپایہ دونوں مشترک دیکھاں ہیں۔ اس کے نزدیک شرع فرق معتبر رکھتی تو دونوں کو یکساں کیسے مانتا۔ علم اقدس کے علت مدح ہونے سے علم ہر چہ پایہ کی علیت کیونکر مانتا۔

وما هو على الغيب بفنيين -

ہمارا محبوب غیب کے بتانے میں نجیل نہیں۔ ہمارا محبوب غیب کی تعلیم میں متہم نہیں کیے آپ کے کسی پاگل یا جانور کی بھی ایسی مدح قرآنی کیسے شرع نے فرق مغیر مانا یا نہیں۔

۲۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

لا يظهري غيبه احدا الا من ارضى من رسول الله

اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو کہیے آپ کے کسی پاگل یا جانور کا بھی اشتنا فرمایا۔

۳۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وما كان الله ليطلعكم على الغيب ولكن الله يجتبي من رسله من يشاء الله -

اس میں یہ نہیں کہ اسے عام لوگوں میں اپنے غیب پر مطلع فرمادے۔ ہاں اللہ اپنے رسولوں میں جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے۔ کہیے آپ کے کسی پاگل یا جانور کو بھی ہاں فرمایا۔ کیا آپ کے پاگل اور جانور میں عام داخل نہیں۔

۴۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

ولئن سألتم ليقولن انما كنا نخوض ونلعب قل ابا الله وايتام و

رسوله كفتهم تستهزؤن لا تعذرنا وقد كفرتم بعد ايمانكم - اگر تم ان سے پوچھو تو وہ ہرگز کہیں گے کہ ہم تو بچے نہ تھے اور کھیل میں تھے۔ تم فرما دو کیا اللہ اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو۔ یہاں نہ بناؤ تم کافر ہو چکے۔

اپنے ایمان کے بعد ابوبکر بن ابی شیبہ، اسناد امام بخاری و مسلم اپنے معنف اور ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابوالشیخ اپنی اپنی تفاسیر میں امام اجل سیدنا مجاہد تمیز خاص عالم القرآن حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

انه قال في قوله تعالى ولئن سألتم ليقولن انما كنا نخوض ونلعب

قال رجل من المنافقين يحدثنا محمد ان ناقه فلان لبوادي كذا كذا ما يدريه بالغيب -

یعنی اس آیت کریمہ کی شان نزول یہ ہے کہ ایک منافق نے کہا تھا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہمیں خبر دیتے ہیں کہ فلان شخص کا ناقہ فلان جگہ میں ہے۔ محمد کو غیب کا کیا علم اس پر اللہ عزوجل نے فرمایا:

کیا اللہ و رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو۔ تم اس کلام کہنے سے کافر ہو گئے۔ (دیکھو تفسیر امام ابن جریر مطبع مصر جلد ۱ ص ۱۵۱ اور تفسیر و منشور امام جلال الدین سیوطی مطبع مصر جلد ۱ ص ۲۵۱) تھا نومی صاحب اور سب دیوبندی صاحبو اور سب دہلوی صاحبو جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یوں کہا کہ ان کو غیب کا کیا علم۔ رسول کو کیا خبر۔ اس پر اللہ واحد قہار کا فتوہ نکھیر مبارک کبھی آپ کے کسی پاگل یا جانور کو ایسا کہنے پر بھی کافر تو کافر کچھ بھی برا کہا۔ کیسے شرع مطہر نے اس فرق جلیل کا کتنا عظیم اعتبار فرمایا۔ رسلہ والا پہلے تو فرق ہی نہ مانتا تھا۔ اب ہمارے درجے ماننا تو اسے بے اعتبار کر دیا۔ ہر طرح رہا کافر کا کافر ہی۔ کیوں تھا نومی صاحب کتنا ٹھیک ہے۔

فائدہ: ذرا یہ بھی یاد رہے کہ بعینہ یہی لفظ ماہر یہ بالغیب یعنی رسول کو کیا خبر آپ کے امام جی اسماعیل دہلوی صاحب نے اپنی تقویت الایمان میں لکھے ہیں۔ ان پر بھی اللہ عزوجل کا یہ فتویٰ کفر نازل ہوا یا نہیں۔

۵۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وعلمنہ من لدنا علما -

خبر کو ہم نے اپنے پاس سے ایک علم دیا۔

تفسیر بیضاوی میں ہے:

۱۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم -

۲۔ دیکھو تقویت الایمان فصل خیمہ زبر سید لا تقولوا ما شاء الله و شاء محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم -

وهو علم الغيوب -

وہ علم کہ اللہ تعالیٰ نے خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمایا وہ غیبوں کا علم ہے -
۴۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

قال انك لن تستطيع معي صبرا -

خضر نے موسیٰ سے کہا آپ میرے کاموں پر صبر نہ کر سکیں گے۔ تفسیر ابن جریر میں اس آیت کے تحت میں سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے:

كان رجل يعلم علم الغيب فذله -

خضر یہ علم جانتے تھے ان کو یہ علم دیا گیا تھا۔

۵۔ اسی حدیث میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:

خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا:
له تحط من علم الغيب بما علم -

جو علم غیب میں جانتا ہوں آپ کا علم اسے محیط نہیں۔

۸۔ مرقاۃ تشرح مشکوٰۃ تشریف میں کتاب عقائد حضرت شیخ عبد اللہ شیرازی سے ہے،

نعتقد ان العبد ينقل في الاحوال يصير الى نعت الروحانية فيعلم الغيب -

ہمارا عقیدہ ہے کہ بندہ ترقی مقامات پا کر صفت روحانی تک پہنچتا ہے اس وقت اسے

علم غیب حاصل ہوتا ہے۔

۹۔ اسی میں اسی کتاب عقائد سے ہے:

يعلم العبد على حقائق الاشياء ويتجلى له الغيب وغيب الغيب -

نورا ایمان کی قوت بڑھ کر بندہ حقائق اشیاء پر مطلق ہوتا ہے۔ اور اس پر غیب تو غیب، غیب کا

بھی غیب روشن ہو جاتا ہے۔

۱۰۔ امام شعرانی کتاب الیواقیت والخواہر فی بیان عقائد الابرار میں فرماتے ہیں:

للمجتهدین القدم السواستخ فی علوم الغیب -

علم غیب میں آئمہ مجتہدین کا قدم مضبوط ہے۔

کہئے علم غیب کا حکم صحیح ہوا یا نہیں۔ کہئے فرق معتبر ہوا یا نہیں۔ کہئے خود قرآن عظیم نے آپ پر فتویٰ کفر دیا یا نہیں۔ کہئے اللہ واحد قہار کا فتویٰ بھی آپ کو قبول ہے یا نہیں۔ کیا اللہ عزوجل کو بھی کہہ دیجئے گا کہ حسام الحرمین کے مفتیوں کی طرح وہ بھی ہمارا مطلب نہ سمجھا اور ناحق کفر کا فتویٰ بڑھوا۔

تنبیہ: تھانوی صاحب یہ مباحث جلیلہ جو یہاں طے ہوئیے کہ بحث خود میں ہے نہ کہ صرف اطلاق لفظ میں اور یہ کہ اطلاق لفظ سے منع ہو تو صرف برتاؤ ایہام وہ یہ دلیل نہیں، دلیل اول ہے۔ یہ دلیل ابطال منشاء حکم کر رہی ہے نہ کہ ایک لفظی حکم کا بیان۔ اور یہ کہ خفص الایمان کی دو شقیں میں تیسرا احتمال کسی طرح نہیں سماتا بلکہ اس کا صریح مخالف ہے اور یہ کہ بقرض باطل اگر وہ تیسرا بھی لیجئے تو اس کا حاصل یہ کہ علوم عظیمہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا ہوئے۔ شرعاً محض بے قدر ہیں۔ اس قابل نہیں کہ ان کے سبب علم غیب کا حکم ذات مقدسہ پر صحیح ہو۔ یہ سبب مباحث یاد رکھنا کہ ان بلید و پلید کی دسویں کیا وی میں پھر ان کے اعادہ کی حاجت نہ ہو۔ ذمی ردوں میں سب سے ارڈلی جائز نہیں اور جائزوں میں ایک نہایت ردیل وہ سکین باربر ہے جو حماقت میں ضرب النثل ہے۔ پھر بھی جب کسی بد خصلت پر بہت سے ڈنڈے کھالیتا ہے تو نہیں یاد رکھتا اور اسے چھوڑ دیتا ہے۔ ان بلید و پلید سے کہئے کہ آدمی صورت ہو کر ایک بدتر حالت میں نہ ہوں۔ اگرچہ ہے یہی کہ مل جھم اضل سبیلہ۔

تنبیہ: اس کے بعد مساقہ لبسط البنان نے مسئلہ غیب کی نسبت چند سطروں میں کچھ ریز کی ہے اس کا جواب باذن الوہاب مستقل رسالہ سے سنئے گا۔ مجھے تو یہاں رملیا والے کے کفر سے بحث ہے۔

سوال چہلم: جناب تھانوی اس تمام خرابی لبرہ کے بعد ان دونوں بلید و پلید کی سب سے پچھلی سب سے بدتر دسویں کیا وی بربادی ہٹ دھرمی، شونخ چشمی، ڈھٹائی، بے حیائی، ملاحظہ

سہ الحمد للہ وہ رسالہ بھی تیار ہے۔ اذقال السنن الى حنک الحنفی لبسط البنان نام ہے۔ مطبع اہل

سنت بریلی سے اسی زمانہ میں چھپ کر شائع ہوا۔

کہیں کہ خبیثا اپنے کفر میں اگلے دو ایک علماء کو بھی سانبھا چاہتے بلکہ سانتے ہیں۔ کافر کفر و اسلام کا فرق کیا جانیں۔ مسلمانوں کو بھی اپنا سا جانتے ہیں۔ رسلِیا والے کی مسماۃ لبسط البنان اپنی بیڑی بہار میں یوں کھٹکھٹاتی ہے =

شرح موافق کے موقف سادس مرحلہ اول مقصد اول میں فلاسفہ کے جواب میں ہے :

قلنا ما ذکرتمہ مجرد و بوجودہ اذ لا اطلاع علی جمیع الغیبات لا یجب للنبی

اتفاقا منہم ولہذا قال سید الانبیاء و لو کنت اعلم الغیب

لا ستکثرت من الخیر و صامتی السوء و البعض ای ان اطلاع علی البعض لا یختص

بہ اسی بالنبی۔

انصاف در کار ہے۔ کیا لا یختص کا وہی مفہوم نہیں جو عبارت حفظ الایمان کا ہے

اور حاشیہ پر بولتی ہے۔ اس عبارت سے بھی اصرح و اشیہ مطالع الانظار شرح طوابع الانوار للبیضاوی

رحمہ اللہ کی عبارت ذیل جو صفحہ ۴۰۱ طبع استنبول و صفحہ ۱۹۹ طبع مصر میں ہے :

فذهب الحكماء الى ان النبي من كان مختصا بخواص ثلث الاولی ان

یکون مطلعاً علی غیب بصفاہ جوہر نفسہ و شدت اتصالہ بالعبادی

العالیۃ من غیر سابقۃ کسب و تعلیم و تعلم رالی قولہ و قد اور دلی

هذا بانہم ان امراد و ابلا طلاع علی جمیع الغائبات فہولیس

یشرفی کون الشخص نبیا بالاتفاق و ان امراد و ابلا طلاع علی بعضہا فلا

یکون ذلک خاصۃ للنبی از ما من احد لا ویجوز ان یطلع علی بعض الغائبات

من دون سابقۃ تعلیم و تعلم و ایضا النفوس البشریۃ کلہا متحدۃ

بالنوع فلا تختلف حقیقتہا بالصفاء و العکس فہا جاز ان یکون

لبعض اخر فلا یکون الا طلاع خاصۃ للنبی اھ۔

بعینہ اسی طرح ولید یلید کہتا ہے : فقط خفف الایمان کی جگہ اس کی بہن اپنی رسلِیا

خبیط الشیطان کا نام لیتا ہے۔ کیوں جناب تھانوی صاحب جس طرح ولید خفف الایمان

محمد رسول اللہ علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم اقدس کو پاگل چوپائے کے علم سے ملانے والا

ان خیانتوں کو محض منہ زوری سے اپنی سند بنانا اور اپنا کفران دو عالموں پر چھو پانا چاہتا ہے اسی طرح ولید خبیط الشیطان والا اللہ عزوجل کی مبدییت کو سرکسر کرنا کی مبدییت سے ملانے والا کیا ان دونوں کتابوں کو یونہی بزور زبان اپنی سند بنا کر اپنا کفران پر نہیں کھوپ نکلتا۔ دونوں میں وجہ فرق کیا ہے۔

سوال چہل و یکم : جناب تھانوی صاحب رحم آپ سے بعض مسائل شرعیہ دریافت کریں۔ ذرا

آنکھیں کھول کر ہوش میں آکر ان کا جواب دیجئے۔ اہل علم پر تو بعون اللہ العزیز المقدر اسی

قدر سے ان دونوں ولید و ولید کی کیادی بربادی واضح ہو جائے گی۔ اس کے بعد بحولہ تعالیٰ مسماۃ

لبسط البنان کے خاص مغالطہ کھولنے پر اتریں تمام اہل فہم انشاء اللہ تعالیٰ اس سے سمجھ لیں

گے کہ مسماۃ ملعونہ نے کیسی ٹوٹھالی برتی۔ اسی ضمن میں بقضہ تعالیٰ رسلِیا والے کی تحریف

تبدیل عبارتوں قطع بریدہ ظاہر کریں۔ جس سے بعونہ تعالیٰ ہر بچہ بلکہ آپ کے یہاں کا ہر پاگل

ہر جانور بھی آنکھوں دیکھ لے گا کہ مسماۃ لبسط البنان کتنی کجی حرافہ ہے ایمان و لا حول ولا

قوتہ الا باللہ المستعان ہاں جناب۔

۱۔ اللہ عزوجل پر لفظ معبود کا اطلاق قرآن عظیم یا حدیث متواتر یا مشہور میں

کہیں آیا ہے۔

۲۔ اگر حدیث احادیث کہیں ہے تو وہ حدیث صحیح یا ضعیف کیسی ہے۔

۳۔ اللہ عزوجل کے اسما توفیقی ہیں یا نہیں۔

۴۔ عبد یا شریک بمعنی غضب و انکار ہے یا نہیں قاموس دیکھ کر بولیں تو عابد بمعنی غضب

و انکار کنندہ اور معبود بمعنی معشوب و مشکہ ہوا یا نہیں ؟

۵۔ اگر بزعم خود ان وجہ پر کوئی شخص اس کا اطلاق ممنوع مانے۔ حالانکہ اللہ عزوجل کے

الہ حق ہونے پر قطعی ایمان رکھنا ہے تو کیا وہ صرف اس لفظی فرعی بحث کے باعث

کافر یا تو ہیں کنندہ رب العزۃ یا بدین ہو جائے گا۔ اس پر حوا عرض ہو گا وہ

علمی بحث ہوگی۔ جیسی کسی عالمانہ غلطی یا لغزش پر ہوتی ہے یا نوبت تا بحکم کفر و بد

دینی پہنچے گی۔ حالانکہ اس کا کلام بوجہ عدم توفیق یا ایہام معنی سخت صحت اطلاق لفظ

میں ایک فقہی طرز پر ہے۔ تحقیقت معنی کا قطعاً معتقد و مقرر ہے۔ کیا فقہاء میں ایسے اختلاف نہیں ہوتے۔ کیا ان میں ایک فریق کی تکفیر و تفصیل کی جاتی ہے۔

سوال چہل و دوم: لیکن ولید علیہ اس پر یوں انکار کرے کہ اللہ کی ذات مقدسہ پر معبودیت کا حکم کیا جانا۔ اگر بقول حمید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس سے مراد معبود کل ہے یعنی ہر شخص جس کی عبادت کرتا ہو تو یہ تو بلا حجتہ نہیں۔ کہ وروں آدمی اور جن اسے نہیں پوجتے۔

وہ انتہا مبذول ما اشد۔

بلکہ ہزاروں وہ ہیں کہ پوجنا و رکنار سے مانتے ہی نہیں اور معبود بعض مراد ہے کہ کوئی شخص جسے پوجنا ہو تو اس میں اللہ کی کیا تخصیص۔ ایسا معبود تو نہ بہت، پتھر اور پیڑ یہاں تک کہ ہمالیہ کا لنگ بھی ہے۔ ان میں اور اللہ میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے تو اس ولید ملعون نے اللہ عزوجل کی توہین کی یا نہیں؟

۲۔ اس کی ناپاک تقریر سے معبودیت اللہ تعالیٰ کی نفی کرتی ہے یا فقط اطلاق میں ایہام بتاتی ہے

۳۔ اس کا یہ غدر کہ میری بحث تو صرف اطلاق لفظ میں ہے صریح بے ایمانی ہے یا نہیں۔

۴۔ اطلاق لفظ پر بحث میں عدم توقیف یا ایہام کا ذکر ہوتا۔ اس تقریر کی اس میں کیا گنجائش تو اسے اس پر ڈھالنا اس تمام تقریر کو اڑا دینا اور گفتہ کو نالغہ ٹھہرا دینا ہے یا نہیں۔ یوں ہر کافر اپنے آپ کو مسلمان گھڑ سکتا ہے یا نہیں؟

۵۔ یہ تو نفس عبارت و مطلب کی صریح مبانیات ہے جس کے باعث اس تقریر کفر تخیل کو اس اطلاق لفظ کی بحث فقہی بتا کر کسی کچے پاگل یا کچے مکار بے ایمان کے سوا دوسرے سے معقول نہ تھا۔ مگر جب کہ وہ اطلاق لفظ کی بحث پہلے لکھ کر یہ تقریر جدا لکھے اور خود مقرر ہو کہ یہ میری دوسری دلیل ہے۔ اس کے بعد اسے پہلی کی طرف ڈھالے تو آپ اس کے لیے پاگل یا مکار بے ایمان سے بڑھ کر کوئی خطاب تجویز فرمائیں گے یا اسی قدر پر قناعت کریں گے۔

۶۔ اسی کا دوسرا پہلو خیر یہ تو ولید علیہ کے کو تک تھے۔ اب اس کا بڑا چچا شریک شریک اصل مناط معبودیت یعنی وجوب وجود و عاقبت کل کا منکر ہے۔ یوں کہے کہ لوگ جس کی عبادت کر لیں وہی خدا ہے اس پر حمید کہے کذاب تو بھوٹا ہے۔ خدا کے ہرگز یہ معنی نہیں۔ سب لوگوں کا عبادت پر متفق ہونا تو بالاتفاق شرط الہیت نہیں اور بعض تو بہت اور پتھر اور پیڑ اور لنگ تک کو پوجتے ہیں تو نیز سے طور پر یہ سب خدا ہو جائیں گے۔ اس صورت میں حمید نے حق کہا یا نہیں اور معاذ اللہ حمید نے توہین کی یا شریک شریک نے جو توہین کی تھی اس کا رد کیا۔

۷۔ اگر مسلمانوں کے دوسرے حق بول دو کہ ہاں یہی صورت میں ولید نے توہین آلہ کی اور کافر ہوا اور دوسری صورت میں حمید نے حق کہا اور توہین کا رد کیا تو اب وجہ فرق بتانا ضرور ہے۔ ولید و حمید دونوں کی بات تو انہوں کو ایسی ہی ایک معلوم ہوگی۔ جیسی حفظ الایمان اور شروح مواضع کی کہ دونوں نے عبادت کل کی نفی کی اور عبادت بعض کو اللہ سے خاص نہ جانا تو آپ کے لیکھے دونوں ایک ہی بات کہہ رہے ہیں۔ لایخص کا مفہوم دونوں میں مشترک ہے۔

سوال چہل و سوم: آپ اپنی مبلغ علم دنیا ہی میں دیکھئے۔ بادشاہ وقت کہ ملک چند اقلیم و ملک متعدد تخت و دیہیم ہو کئی سلطنتیں اس کے زیر حکم ہوں۔ رعایا اسے سلطان قاهر کے لقب سے تعمیر کریں۔

۱۔ اس پر طاعنی کہے اس سے مراد کل عالم پر تسلط ہے تو یہ بات غلط ہے۔ کل زمین اس کی سلطنت میں نہیں۔ اور بعض حصہ زمین پر تسلط مراد تو اس میں بادشاہ وقت کی تخصیص کیا ہے ایسا تسلط تو ہر قاب ہر راجہ بلکہ ہر بیوٹے سے زمیندار بلکہ اپنے گھر پر ہر جنگی چمار کو ہوتا ہے اس بادشاہ اور جنگی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔ وہ بادشاہ کی سلطنت قاهر کا منکر اور ہر جنگی چمار سے اسے ملا کر اس کی توہین کرنے والا ہوا یا نہیں۔

۲۔ باغی کہ اصل مناط یعنی مالکیت تاج و تخت و قورج و دھن و خود مختار حکم نافذ بقبر میں سے منکر ہے۔ یوں کہے کہ جو کوئی بھی زمین میں تسلط رکھتے ہوں سب سلطان قاهر ہیں۔ اس لقب و خطاب کے لیے اسی قدر درکار ہے۔ اس پر کوئی نائب سلطنت کہے کہ بے ادب تو بھوٹا ہے۔ زمین میں زور سے تسلط سے کیا کام چلتا ہے۔ کل زمین پر تسلط تو بالاتفاق مراد نہیں

اور بعض پر تسلط میں بادشاہ کی کیا تخصیص ہے۔ یہ تو ہر نواب راجہ ملکہ، ہر زمیندار بلکہ اپنے گھر پر ہر بھنگی چار کو ہے۔ تو تیرے طور پر سب سلطان قاہر کھلانے کے لائق ہو جائیں کیا اس صورت میں نائب سلطنت نے بادشاہ کی توہین کی یا اس کی عظمت خدائی اور باطنی نے جو اس کی سلطنت قاہرہ کی بے قدری کی تھی اس کی تفسیح و تہجین کی۔

۳۔ اگر بادشاہ وقت کے در سے حق بول دو کہ بے شک پہلی صورت میں اس طاعی نے توہین بادشاہ کی اور دوسری میں نائب سلطنت نے حق کہا اور باطنی نے جو توہین کی تھی اس کا رد کیا تو دونوں کے کلام میں فرق بتائیے۔ آپ کے طور پر تو اس طاعی اور نائب سلطنت دونوں کی بات ایک سی ہے۔ دونوں نے تسلط کل زمین کی نفی کی اور تسلط بعض حصہ زمین کی بادشاہ سے خصوصیت نہ مانی۔ پھر کیا وجہ کہ طاعی تو بادشاہ کی توہین کرتے والا ٹھہرا اور نائب سلطنت اس کی توہین کا رد کرنے اور عظمت کا قائم رکھنے والا ہوا۔

تھانوی صاحب اب بھی آپ کو دل میں سوچنا چاہیے۔ جو فرق ان مثالوں میں بناؤ گے وہی ظاہر کر دے گا کہ یوں خفص الایمان والا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت عظیمہ سے طاعی اور حضور کی صریح شدید قطعی یقینی توہین کرنے والا ہوا۔ اور شارحان موافق و طوابع نائبان سلطنت نے نبوت کی اس کم قدری کو کہ باطنی فلاسفہ نے کی تھی۔ رد کیا اور اس کی عظمت جلیلہ کا ثبوت دیا۔

سوال چہارم: میں جانتا ہوں کہ جناب کو اتنی عقل بھی نہ دی گئی کہ واضح و روشن مثالوں کے بعد بھی مطلب سمجھ سکے۔ جب تک اصل منشاء غلط پر صریح تنبیہات سے نفس مقام پر اس کی تطبیق دکھا کر چندی نہ کر دی جائے۔ پھر بھی جناب کا سمجھ لینا اگرچہ از قبیل خرق عادت ضرور ہے۔ مگر ایک احتمال بعد عقلی تو ہے لہذا بتائیے کہ:

۱۔ جناب کے نزدیک عرفی تعریف یعنی مدح اور فلسفی تعریف یعنی مدح یا رسم میں کوئی فرق ہے یا نہیں۔ یعنی معرفت مذکور کہ عبارات آئندہ میں لفظ تعریف سے ہم انہی کو مراد لیں گے معرفت کا مساوی ہونا لازم ہے یا نہیں۔ معرفت اس پر اور وہ معرفت پر مقصود ہوتا ہے یا نہیں۔ جہاں وہ پایا جائے معرفت خواہی خواہی وہاں موجود ہو گا یا نہیں۔

۲۔ معرفت سے اس کا اعلیٰ و اظہر ہونا ضرور ہے یا نہیں؟

۳۔ وہ تمیز کے لیے ہوتا ہے یا ابہام کے لیے؟

۴۔ معنی مبہم نامتعین کا اس میں ارادہ باطل ہے یا نہیں؟

سوال چہل و پنجم: مطلق کی دونوں طرفی ادنیٰ و اعلیٰ خود متعین اور اوسط مبہم و محتمل

ہیں یا نہیں۔ مثلاً علم یا اطلاع اگر اس سے متعلق علم مراد لیجئے یعنی کسی شے کا علم اگرچہ

ایک ہی کا ہو۔ اگرچہ وہ چیز ادنیٰ درجے کی ہو تو سب سے کم درجہ کی ہے اور اگر علم مطلق

مراد ہو یعنی جمیع معلومات کا علم اس طرح کہ کوئی شے اس سے خارج نہ رہے تو یہ سب سے

بزرگ درجہ ہے۔ یہ دونوں متعین ہیں۔ مگر وسط یعنی کتر سے زائد اور برتر سے کم اس میں

لاکھوں بلکہ غیر متناہی مراتب ہیں کہ دو چیز کا علم ہو، دس کا، تیس کا، ہزار کا،

لاکھ کا الی غیر ذلک۔ تمام مراتب اعداد یہاں محتمل ہیں۔ آیا ایسا ہے یا نہیں؟

۲۔ علمائے جاہل مطلق کو ادنیٰ یا اعلیٰ پچھل کے سوا اوسط پر عمل کو اسی عدم تعین کی بنا پر کہ ترجیح

بلا مرجع لازم آئے گی۔ رد فرمایا ہے یا نہیں؟

سوال چہل و ششم: ۱۔ کیا وصف مدح کے لیے اسی قدر بس ہے کہ فی نفسہ ایک شرف

والی بات ہو اگرچہ عام مقبذل اور ہر کس و ناکس کو شامل ہو۔ مثلاً تھانوی صاحب کی کوئی

یہ مدح کرے کہ

دندان تو جملہ در و دمانند

پیشانی تو زیر ابر و انشد

نے دم بر سرین نہ شاخ بر سر

نے جبہ موچو خرس در بر

تو کیا اسے مدح سمجھا جائے گا یا تمسخر و استعزا حالانکہ بجائے خود ضروریہ اوصاف حسن

ہیں کہ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم کی خبر دیتے ہیں۔

۲۔ یا یہ لازم کہ وہ ممدوح ہی سے خاص ہو۔ اس کے غیر میں اصلاً نہ پایا جائے۔ قرآن کریم

تے ہمارے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت فرمایا:

محمد رسول اللہ۔ اور فرمایا:

لیس القرآن الحکیم انک لمن المرسلین۔

اور سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت فرمایا :

ولقد اصطفینہ فی الدنیا وادعہ فی الاخرۃ لمن الصالحین ۔

کیا رسالت صرف ہمارے حضور اور صلاح صرف سیدنا ابراہیم کے ساتھ خاص ہے۔ ان کے سوا نہ کوئی رسول نہ صالح۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہما وسلم۔

۳۔ وہ ممدوح پر مقصور نہ سہی کیا یہ ضرور ہے کہ ممدوح اس پر مقصور ہو۔ یعنی اس کے سوا ممدوح میں کوئی وصف کمال ہے ہی نہیں۔ کیا کسی معظّم کی ثنا دو وصفوں سے ممکن نہیں۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سوائے رسالت اور ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں سوائے صلاح کوئی خوبی نہیں۔

۴۔ قصر جانین سے نہ سہی۔ کیا یہ ضرور ہے کہ وہ جامع جملہ اوصاف ممدوح ہو ایک اسی کے کہنے میں جملہ صفات ممدوح آجاتے ہیں۔ کیا وصف رسالت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جملہ کمالات اور وصف صلاح سیدنا خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جملہ فضائل کو شامل ہے۔ ایسا ہو تو جتنے رسول ہیں سب جملہ کمالات محمدی علی صاحبہما افضل الصلوٰۃ والتحیہ سے منتصف ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے کوئی فضیلت خاصہ نہ رہے۔ جتنے صالحین ہیں سب تمام فضائل خلیل الرحمن صلوات اللہ تعالیٰ وسلّم علیہ سے موصوف ہوں۔ کیا یہ آپ کے نزدیک حق ہے۔

۵۔ کیا اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت کہے کہ جو خوبیاں اور کمالات اللہ نے ان کو بخشے ہیں۔ وہ سب رسول کہہ دینے میں آجاتے ہیں۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام خصائص جلیلہ کا منکر ہو گیا یا نہیں۔ کیا وہ خصوص آیات قرآنیہ و احادیث متواترۃ المعنی و اجماع ائمہ سلف و خلف کا مخاطب ہوگا یا نہیں۔ کیا آپ اسے گراہ بدوین ضال مضل نہ کہیں گے۔

۶۔ اور اگر وہ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد اور حضور کی مراد ہی بتائے کہ جو خوبیاں اور کمالات اللہ نے مجھ کو بخشے ہیں۔ وہ سب رسول کہہ دینے میں آجاتے ہیں۔ اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افترا کیا یا نہیں۔ وہ حدیث متواتر

من کذب علی متعمدا فلیتیوہ و متعمدا من الناس کا مورد ہو کر مستحق نذاب نار و غضب جبار ہوا یا نہیں۔

۵۔ شمول جملہ اوصاف ممدوح بھی نہ سہی۔ کیا اس کا اعظم اوصاف ممدوح ہونا ضرور ہے کہ اور جتنے اوصاف ہیں سب اس سے نیچے ہوں۔ کیا اوصاف مدح میں عظیم و اعظم نہیں ہوتے کیا عظیم سے بھی مدح جبار تر ہے یا عرف اعظم سے۔ کیا کسی معظّم کی ثنائیں دو وصفوں کا ذکر ناممکن ہے۔ کیا وصف صلاح سیدنا خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اعظم اوصاف ہے۔ صدیق ہونا، نبی مرسل صاحب شریعت ہونا، مرسلین میں خسر کرام اولو العزم سے ہونا، خلیل الرحمن عزوجل ہونا کیا وصف صلاح ان سب سے اعظم ہے؟

۶۔ قرآن عظیم نے جو منعم علیہم کے چار گروہ بیان فرمائے :
من النبیین و الصّٰلِحین و الشّٰہدائ و الصّٰلِحین ۔

ان میں ایک وصف دوسرے سے اعظم ہے یا نہیں۔ ہے تو اسی ترتیب پر کہ قرآن عظیم نے فرمائی یا اس کے خلاف۔

۷۔ کیا ہمارے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سب سے اعظم وصف رسالت ہے؟ اگر کوئی شخص مدعی ہو کہ بشر کے حق میں رسالت سے بڑا کوئی مرتبہ نہیں وہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاص تر اوصاف عظیمہ کا منکر ہو گیا یا نہیں؟

۸۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہیں ایسا فرمایا ہے۔ اگر فرمایا ہو تو نشان دیجئے ورنہ حضور کی طرف اس کی نسبت کرنا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افترا اور بحکم حدیث مذکور استحقاق نار و غضب خدا ہے یا نہیں۔

۹۔ یہ بھی نہ سہی۔ کیا یہ ضرور ہے کہ وہ وصف اپنی غایت اقصی نہایت اعلیٰ پر ممدوح میں پایا جائے۔ اگر اس سے زیادہ ممکن ہوئی تو اس کی برج اس سے نہ کر سکیں گے۔

۱۰۔ کیا اللہ عزوجل نے علم و سمع و بصر و قدرت سے اپنے عباد مرسلین کی مدح نہ فرمائی۔ کیا اللہ عزوجل کے علم و سمع و بصر و قدرت ان سے زائد نہیں۔

۱۱۔ تنہا ہی فی المقدر ضرور نہ سہی۔ کیا یہ لازم ہے کہ جس وصف سے ہم مدح کریں اس کی

مقدار ہم کو معلوم ہو ورنہ مدح نہ ہو سکے گی۔ کیا ابہام مدح کے لیے بھی ایسا ہی مضر ہے جیسا تعریف غلط کیلئے بلغا نہایت مدح میں خود قصد ابہام نہیں کرتے اور اسے ابلاغ داخل فی المدح نہیں جانتے کیا رب عزوجل کا مدح حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں فرماتا قاضی الی عبدا صا دحی کمال مدح نہیں۔ کیا اس کا مدح والا کے اثرات اندک لعلی خلق عظیم میں خلق کو نکرہ لانا مفید تعظیم نہیں۔

۱۔ مسماة بسط البنان نے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جمیع علوم عالیہ شریفہ متعلقہ نبوت کا جامع اور حضور کے علوم غیب کو کہا ہے۔ وافرہ عظیمہ جو دوسروں کو حاصل نہیں یہ اقراآت اول سے ہیں یا صرف مسلمانوں کے دکھاوے کو۔ یقولون یا فواہمہ ما لیس فی قلوبہم۔

۲۔ اگر خدا کا دھرا سر پر یہ اقراآت دل سے بنائے تو آیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہ علوم عالیہ شریفہ وافرہ عظیمہ خاصہ قابل مدح ہیں یا نہیں۔ ان سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح و ثنا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

۳۔ اگر قابل مدح ہیں اور ان سے حضور کی مدح صحیح و حق ہے تو کیا آپ ان کی مقدار معین کر سکتے ہیں کہ کتنے علوم غیب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہیں۔

۴۔ ائمہ کرام مثل امام قاضی عیاض و امام احمد قسطلانی وغیرہم اکابر قدست اسرارہم نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم غیب کی نسبت فرمایا:

چیچو لا میدرس ی قحورہ

ایک سمندر ہے جس کی تمام معلوم نہیں اور علی قاری نے فرمایا:

علمہا انما یکون سطران سطر سطر و نہوا من بجور حلسہ۔

تمام لوح و قلم کے علم جن میں سب ماحکان و مایکون داخل ہے حضور اقدس

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مکتوب علم سے ایک سطر اور حلم حضور کے سمندروں سے

ایک نہر ہیں۔ اور اس قسم کے صد ہا کلمات علما شے کرام ہیں۔ یہ واقعی ہیں یا آپ کے

دھرم میں یونہی خوشامد سے لکھ دیئے ہیں۔ اگر واقعی ہیں تو یہ ابہام عظیم اور داخل فی المدح

ہے کہ اس فضل عظیم کی مقدار تک عقول دیگران کی رسائی نہیں۔ یا ابہام متانی و نافی مدح تنبیہ پھر سوچ جائے دیتا ہوں کہ ان سوالات میں متعدد نمبر خصوصاً ۴ میں ایک ایک نمبر کے تحت میں کئی کئی نمبر ہیں۔ جناب تھانوی صاحب براہ عنایت فرمائی۔ ہر سوال و ہر نمبر کا جدا جدا جواب دیں۔ ارٹان گھائی کی نہیں بدی۔

سوال چہل و ہفتم: ہر کلام کی صحت کا جو مناسط ہو اسے صحیح نہ مانے وہ اس مناسط کا منکر ہوگا یا مناسط صحت مان کر صحت نہ مانے گا۔ بر تقدیر اول منکر کا انکار اسی مناسط کا انکار بتائے گا یا کسی دوسرے مناسط کا۔ ذرا سمجھ کر بولنا۔

سوال چہل و ہشتم: بارگاہ سلطانی میں قرب خاص کا ایک مرتبہ جلیلہ عظیمہ ہو کہ کوئی شخص اپنے کسی جد و جہد کے سبب اس تک نہ پہنچ سکے۔ اس کا حصول محض فضل و عطائے سلطان پر موقوف ہو۔ سلطان جلیل الشان اپنے بعض محبوبان خاص اراکین سلطنت معظمان مملکت کو اپنے فضل سے اس رتبہ جلیلہ پر ممتاز فرمائے۔ بعض بے ادب باغی کہ فضل و عطائے سلطانی سے منکر ہیں۔ اس مرتبہ جلیلہ کو اس سے بہت کم درجہ کے اوصاف پر ڈھالیں۔ اور تصریح کریں کہ وہ مرتبہ بس ان اوصاف نازلہ کا نام ہے تاکہ ان معظمین کا اختصاص زائل اور سلطان کا فضل خاص منقہ و باطل ہو اور وہ اوصاف ایسے ہوں جنہیں خود کہتے ہوں کہ ذلیل و خسیس افراد میں بھی پائے جاتے ہیں۔ اور ان معظمین کرام کے لیے ان میں بھی کوئی حد امتیاز و انقطاع شرکت اراذل کی نہ باندھ سکیں۔ بلکہ یونہی مہل و محل چھوڑیں۔ جو ان ذلیلوں کو بھی شامل ہو سکے تو آیا انہوں نے اس مرتبہ جلیلہ عظیمہ کی عریج تو ہیں کی یا نہیں؟

۲۔ مرتبہ عظیمہ خاصہ ممتازہ ناقابل شرکت اغیار کو اس سے کم درجہ کے اوصاف مشترکہ پر ڈھالنا اس مرتبہ کی تنقیص ہے یا نہیں؟

۳۔ یہی تنقیص درکنار خود ان اوصاف میں ہر کس و ناکس کی شرکت ماننا اس فضل جلیل کو مبتذل و ذلیل کر دینا ہے یا نہیں؟

۴۔ کیا خادمان سلطنت ان سے نہ کہیں گے کہ گستاخ مسخو جب تم نے وہ مرتبہ جلیلہ

فقط ان اوصاف کا نام رکھا اور اس کے اصل مناسبت یعنی فضل و اختصاص بارگاہ سلطانی سے انکار کر دیا اور خود کہتے ہو کہ یہ اوصاف ناقصوں و تاصروں بلکہ ذلیلوں کمینوں میں بھی پائے جاتے ہیں تو تمہارے طور پر یہ سب ذیل بھی اس فضل جلیل سے منصف ٹھہرے اور معاذ اللہ ان میں اور ان معظمین کرام میں کوئی وجہ امتیاز نہ رہی کیسے ان معظمین کے ادبوں پر یہ اعتراض حق ہے یا نہیں؟

۵۔ کہنے کا اس مرتبہ جلیلہ کی توہین ان بے ادب گستاخوں نے کی یا ان خدام سلطنت نے جنہوں نے ان کے کلام گستاخی کی تشاعت ظاہر کی گستاخ کی گستاخی جتانے والا معاذ اللہ خود گستاخی کرتا ہے یا گستاخی کا رد۔

سوال چہل و نہم: معظمین کرام اراکین سلطنت کے بعض اوصاف عظیمہ ایسے ہوں کہ ان کی طرف اعلیٰ حضرت سلطانی سے خاص ہے اور طرف ادنیٰ ہر کس و ناکس میں موجود مگر یہ معظمین اس کی ایسی جلیل عظیم مقدار سے منصف و مخصوص ہوں۔ جس کے سبب وہ اوصاف بھی ان کے دامن فضائل کے طراز اور نظر رعایا و خود نگاہ سلطانی میں ان کیلئے وجہ امتیاز ہوں۔ خدام سلطنت اراکین کرام کی ان اوصاف سے مدح کریں تو یہ مدح صحیح و بر محل ہے یا نہیں؟

۱۔ طرف اعلیٰ کو تو رعیت سلطانی کا ہر تنفس جانتا ہے کہ خاص بحضرت سلطان ہے۔ اس کا ارادہ و مکرنا مدح اراکین میں اس کی طرف ذہن اسی کا بجائے گا۔ جو حقیقت سلطان سے باغی اور اس کی سلطنت میں اوروں کو شریک کرنے کی دھن میں ہو۔ یہی طرف ادنیٰ کہ ہر کس و ناکس میں موجود وہ کسی پختے بے خبر یا کچھے پاگل کے سوا مقام مدح اکابر میں ملحوظ نہیں ہو سکتی۔ اب اگر کوئی بے ادب بد بگام و بیدہ دہن نمک حرام اس مدح اکابر کرام پر یوں منہ آٹے کہ یہ مدح غلط و باطل ہے۔ اس وصف کا حکم ان اکابر پر صحیح نہیں کہ وہ بروجہ کامل صرف حضرت سلطانی سے خاص اور غیر کامل میں ان اراکین سلطنت کی کیا خصوصیت۔ ایسا تو ہر ذلیل و خسیس میں موجود ہے۔ ان میں اور ان کمینوں میں فرق کیا ہے۔ کیا یہ سرکش باغی و طاغی اور عداوت اراکین سلطنت کا داغی

ہوایا نہیں؟

۳۔ اراکین کرام کی اس مدح جلیل کا باطل کرنے والا ہوایا نہیں۔ ان پر اس فضیلت کے حکم کو اس نے غیر صحیح کہہ کر نفس فضیلت کا ابطال کیا یا نہیں۔

۴۔ نہ ام سلطنت کا کلام مدح تھا اور مدح میں ہرگز کوئی ایسا متبذل وصف مراد نہیں ہو سکتا تو اس کا احتمال ان کے کلام میں تھا یا اس نے قصد تحریف کر کے اس وصف جلیل کو اس متبذل دلیل پر ڈھالا۔

۵۔ معظمین کے وصف جلیل کو وصف ذلیل پر ڈھانسنے والا اس وصف اور ان معظمین کی توہین کرتا ہے یا نہیں؟

سوال پنجاہم: تھانوی صاحب ید و بلید کا ایمان تو معلوم مگر آخر کوئی دھرم رکھتے ہیں ان سے اسی دھرم سے کہلوائے کہ عورت اولیٰ مذکورہ سوال ۴۸ میں خدام سلطنت نے ان باغیوں کی گستاخی رد کی یا نہیں۔ کہ خود ان خبیثوں کے کلام میں تو بیہوشی اور صورت ثانیہ میں جو اس سوال ۴۹ میں ہے۔ کلام خدام سلطنت تعظیم اراکین نقایا نہیں۔ اس باغی منکر نے اس مدح جلیل کو وصف ذلیل پر ڈھال کر خود گستاخی کی یا نہیں کہ ان ادب دان مداحوں کے کلام میں توہین نہ تھی۔ اس نے اپنی طرف سے توہین ایجاد کی۔

۲۔ ان سے کیسے دھرم سے کہیں صورت اولیٰ میں ان خدام سلطنت کا وہ رد توہین قرنانا کہ بے ایمانوں تمہارے طور پر اراکین کرام کی کچھ خصوصیت نہ رہی۔ وجہ امتیاز نہ رہی۔ صورت ثانیہ کے اس باغی طاغی کے لیے سند ہو سکتا ہے۔ جو عظیم جلیل تخصیص ماننے والے مداحوں کا رد کر کے خود کہتا ہے کہ اس میں ان اراکین کی کیا تخصیص۔ ایسا تو ہر ذلیل میں موجود ہے۔ اراکین اور کمینوں میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔

۳۔ کیا اس باغی کا کہنا کہ انکار تخصیص دونوں کے کلام میں ہے۔ اس کی صریح حرام زدگی نہیں۔ تھانوی صاحب ید و بلید جنہم میں جانتے۔ کیا ملائین کر آپ بھی اس طاغی سے نہ کہتے گا کہ او مردود وہ خود منکر تخصیص نہیں بلکہ ان بے ادب باغیوں

پر رد کرتے ہیں کہ وہ تو ہمارے طور پر تخصیص نہ رہی اور تو خود منکر تخصیص ہو۔ اور
تاملان تخصیص یعنی مداحین اراکین کار و کیا اور اکابر عظام کو ذلیلان لیام سے ملا دیا۔
کیا اس سے نہ کہیں گے کہ مردود دیوانہ ہوا ہے۔ رد تو ہمیں کو سند تو ہمیں نیا ہے۔
تیری منت کتنی گندی کیسے خبیث دیوبندی کہ تو اسلام کو کفر کیا چاہتا ہے۔ مسلمانوں پر
اپنا کفر حقوینا چاہتا ہے سہ

اخسایا صاحب الشیطان مالک الخط فی الدین

کیوں تھانوی صاحب یہ حق ہے یا نہیں سہ

تھانوی دین میں کہ بھاگ خدا لگتی کچھ

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

سوال پنجاہ و یکم: جناب تھانوی صاحب کہتے اب بھی یہ ناپاک و لید پلید اور رسلیا
والا بلید کچھ جیتے یا نہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہندی کی چندی چاہیں گے۔ ان احمقوں سے
فرمائیے کہ مرد کو آؤ تطبیق کرالو (دیکھو سوال ۴۸) وہ سلطان جلیل الثرباں رب العزت جل جلالہ
سے اور وہ مرتبہ جلیلہ کہ محض فضل و عطائے سلطانی ہے۔ رسالت و نبوت اور وہ اراکین
سلطنت معظمان مملکت جن کو سلطان نے اپنے فضل خاص سے اس مرتبہ جلیلہ پر ممتاز فرمایا۔
حضرات انبیاء علیہم افضل الصلوٰۃ والسلام اور وہ بے ادب باغی کہ فضل و عطائے سلطانی
سے منکر ہو کر اس مرتبہ جلیلہ کو اوصاف نازلہ پر ڈھالتے ہیں۔ فلاسفہ ہیں۔ اور وہ خادمان
سلطنت کہ ان بے ادبوں کی ان گستاخیوں کو ان پر مار رہے ہیں۔ یہ علماء۔ کیوں تھانوی
صاحب بلید و پلید بچہم ان جاہلوں کے کیا منہ لگیں۔ آپ تو بیٹھے نکمے ہیں۔ ایک آدھ عالم کی
کچھ صحبت اٹھائے ہوئے ہیں۔ دیکھئے تو اسی شرح مواقف میں اسی موقف اسی مرصد اسی
مقصد ہاں ہاں اسی بحث میں جس میں سے ایک حکمران یہ مسماۃ بسط البنان نقل کر لائی اور باقی اپنی مخفی
جیب میں چھپائی۔

۱۔ شروع بحث مذکور میں یہ عبارت تو نہ تھی۔

النبی عند اهل الحق من الشاخرة وغیرہم من الملیین من قال له

اللہ تعالیٰ ممن اصطفاه من عباده اس سلتک اوبلغھم منی اوانحوہ وان
یشترط فیہ شرط من الاحوال المكتسبة بالریاضات والمجاهدات ولا
استعداد ذاتی کما تزعمہ الحکماء بل اللہ سبحانه یختص برحمۃ من
یشاء من عباده فالنبوة رحمة وموهبة متعلقہ بالمشیتہ فقط وهذا
الذی ذهب الیہ اهل الحق بناء علی القول بالقادر المختار الذی یفعل
ما یشاء ویختار ما یرید۔

کیوں تھانوی صاحب اس عبارت سے مسلمانوں اور فلسفیوں کا اصل منشاء نزاع
کیسا واضح تھا کہ یہ مرتبہ جلیلہ ہمارے نزدیک محض فضل و عطا و وہیب کبریا ہے
جسے کوئی کسب و جہد سے کسی طرح حاصل نہیں کر سکتا۔ بخلاف فلاسفہ کہ وہ خبیث اس
سے منکر ہیں کیا اس میں صاف صریح نہ تھی کہ ہمارے ان کے اختلاف کا مبنی یہ ہے کہ
اللہ عز وجل ہمارے نزدیک قادر مختار ہے جو چاہے کرے اور فلاسفہ اس سے کافر ہیں۔ کیوں
تھانوی صاحب مسماۃ یہ سارا کلام یہ کیا ہضم کر گئی۔ جس سے کھٹنا کہ فلاسفہ اصل مناط نبوت
اور اس کے اختصا ص یہ انبیائے حق کے منکر اور اسے کسی مانتے ہیں۔ کہ ریاضت
وغیرہ سے حاصل ہو سکتا ہے؟

۲۔ اسی کے متصل تھا: اما الفلاسفة فقالوا النبی من اجتمع فیہ خواص ثلاث۔

جس سے روشن تھا کہ یہاں فلاسفہ علوم غیب سے حضرات انبیائے کرام علیہم افضل الصلوٰۃ
والسلام کی مدح نہیں کر رہی ہیں۔ بلکہ نبی کی تعریف فلسفی جامع مانع بتانا چاہتے ہیں۔ جس
سے ثابت کہ جس میں یہ تین باتیں پائی جائیں وہ نبی ہی ہے۔ کہے باشد۔ کیوں تھانوی
صاحب مسماۃ یہ دوسرا جملہ بھی کیا ہضم کر گئی کہ فرق بحث نہ کھٹنے پائے۔

۳۔ اسی کے متصل ان تینوں باتوں سے جن کا اجتماع فلاسفہ کے نزدیک نبی ہو جاتے
کو بس ہے۔ پہلی بات کے بیان میں خود متن مواقف میں تھا:

احد ہا یشکون لہ اطلاع علی المغیبات۔

جس میں لفظ اطلاع نکرہ تھا کہ قلیل و کثیر سب کو شامل جیسے ایک ایک بات بھی گذشتہ

وَأَنَّه موجود کی معلوم ہو جائے۔ اس پر صادق ہے کہ:
لله اطلاع المغيبات الكلاسة والماضية والآتية۔

کیوں تھانوی صاحب مقام، مقام تعریف ہے اور تعریف متانی ایہام اور مطلق اطلاع والاع مطلق کے اندر اوساط غیر متناہی جن میں خاص مقدار کی تعیین پر نہ عبارت وال نہ اصلاً کوئی دلیل کیا فلاسفہ یا ان کی طرف سے آپ برہان دے سکتے ہیں کہ دہش یا تنویر ہزار بالا کو کتنی تعداد کے غیب جاننا ہی کو لازم اور اس کے بغیر کو محال اور حجب تعیین ناممکن اور بقرض غلط ہوتی بھی تو ہرگز الفاظ تعریف میں اس سے تعرض نہیں تو عمل ممکن نہ رہا۔ مگر طرف ادنیٰ کہ مطلقاً بعض غیب پر اطلاع اگرچہ ایک ہی پر ہو یا طرف اعلیٰ کہ جمیع غیب کا احاطہ نامہ جس سے کچھ باہر نہ رہے اور ثانی خود فلاسفہ کے نزدیک نبی کے لیے ضرور نہیں تو قطعاً اول متعین رہا اور قول فلسفی کا حاصل یہ ہٹھ کہ ایک غیب پر بھی اطلاع ہو جانا خاصہ نبی ہے۔ کہ جس میں یہ بات پائی جائے وہ ضرور نبی ہے۔ تھانوی صاحب مسماۃ یہ تفسیر بھی کیسا ہضم کر گئی۔ جس سے فلاسفہ پر اعتراض علماء کا منشاء کھلتا؟

۳۔ اسی کے متعلق خود فلاسفہ حتماً سے اسی امر اول کے بیان میں منقول تھا۔
وکیف يستکبر ذلك الا اطلاع في حق النبي وقد يوجد ذلك فيمن قلت شواغله لرياضة او مرض او نوم فان هو لا قد يطلعون على مغيبات ويخبرون عنها كما يشهد به السامع والتجارب بحيث لا تبقى فيه شبهة للمنصفين۔

جس سے ظاہر تھا کہ ان محققوں نے اطلاع علی الغیب کو انبیاء سے خاص مان کر خود ہی یہ بھی کہہ دیا کہ غیر انبیاء ریاضت والے اور بیمار اور سوتے آدمی بھی غیبوں پر مطلع ہو جاتے اور غیب بتاتے ہیں۔ جس پر تجربے لیے گواہ ہیں کہ انصاف والوں کو اس میں شبہ کی گنجائش نہیں۔ تھانوی صاحب مسماۃ یہ چوتھا بھی ہضم کر گئی جو خاص منبع الزام فلاسفہ و اعتراض علماء تھا۔ تھانوی صاحب اس حوالہ کے یہ قطع بریدوں کے طومار دیکھتے جائیے۔

۵۔ اسی کے متعلق وہ عبارت کہ قلنا ما ذکرتم مبرودہ جو اس مردودہ نے نقل کی اور اس میں بھی ایسا بالنبی تک لے کر یہ جملہ کما اقرہتم بہ حیث جوزتہو للمرتاضین والمرضى والناسمین غلبتہمیت بہ النبی من غیوہ ہضم کر گئی جس سے واضح تھا کہ یہ نبی وغیر نبی میں امتیاز نہ رہنا فلاسفہ کے اس قول حدیث کی خیانت ہے جو الزاماً ان پر وارد کی گئی ہے۔ نہ کہ معاذ اللہ خفض الایمان والے کی طرح علماء خود نبی وغیر نبی میں فرق کے منکر ہوئے ہوں مسماۃ یہ پانچواں بھی نکل گئی۔

۶۔ اسی کے متعلق فلاسفہ پر دوسرا اعتراض تھا کہ:

احالة ذلك الاطلاع على اختلاف النفوس مع اتحادها بالنوع كما هو
هذا مبهم مشكل لان المساواة في الماهية توجب الاشتراك في
الاحكام والصفات واسناد الاختلاف الى احوال البدن مبني على القول
بالموجب بالذات۔

مسماۃ یہ چھٹا بھی صاف اڑا گئی۔ جس سے اور بھی مریخ روشن نہ تھا کہ ان غیبیوں کی نسبت بروہ الزام ان کے منہ پر ماری جا رہی ہے۔ کیوں تھانوی صاحب یہاں یہی کہہ رہا کہ علماء بطور خود کہہ رہے ہیں کہ جب نبی وغیر نبی کی ماہیت ایک ہے تو نبی اور ہر کافر کا سب صفتوں میں شریک ہونا واجب۔

کیوں تھانوی صاحب رسلیہ والاثر یا تاو نہ ہوگا۔ شرمائے توجب کہ ایمان ہو۔ جب ایمان نہیں جیسا کہاں۔

۷۔ تھانوی صاحب رسلیہ کی ادنیٰ سی کھوپڑی کی شامت دیکھئے۔ شرح مواقف کی عبارت سے تو یہ دوسرا اعتراض الگ چٹ کر گئی مگر حاشیہ پر شرح طوابع کی عبارت لائے وقت وہ اپنا چہرہ تر بھول گئی اس کا دوسرا اعتراض بھی نقل کر لائی:

والیصفا النفوس البشرية كلها متحدت بالنوع فصاحبها لبعض
جانز الآخر فلا يكون الاطلاع خاصة للنبي۔

وہ تو اس پر گن ہو گئی کہ آمانی کا خاصہ اڑایا جاتا ہے تو خفض الایمان کے گھاؤ میں

بتی ہو جائے گی کہ کیا لایخص کا وہی مفہوم نہیں جو عبارت حفظ الایمان کا ہے۔ اور یہ
سمجھ نصیب دشمنان کہ علماء معاذ اللہ خاصہ انبیاء نہیں اڑاتے بلکہ فلاسفہ تھا کو ان کے
مذہب ناپاک پر نیچا دکھاتے ہیں اور خفص الایمان خود نبی کا خاصہ اڑاتی ہے۔ علماء فلسفی تو ہیں
کار و کر رہے ہیں اور خفص الایمان آپ تو ہیں بک رہی رہے۔ خیر یہ بات تو آئندہ کہنے کی
تھی۔ جہاں سوال ۹۴ کی تطبیق کی جائے گی مگر سلسلہ سخن اس تک پہنچا اور حق بجز اللہ اہل
حق پر واضح ہو ہی لیا۔ حال و استقبال یکساں ہے واللہ الحمد۔

۱۔ تھانوی صاحب حسام الحرمین شریف نے جو خفص الایمان اور اس کی ماں پر اہلین قاطعہ
اور اس کی خالہ تختیر الناس کی عبارات کفریہ کو ذکر کیا اور ساری کتابیں اٹھا کر نہ دھرویں
اس پر آپ کے اذناں و حواری نے کیا کیا۔ عوغو کا جھوٹا غوغا نا واقف عوام کو دھوکے
دینے کے لیے مچایا۔ دیوبند کی زمین سر پر اٹھا کر قرے قوم کو طاعیہ الصلوٰۃ والسلام کی
طرح آسمان تک پہنچانی چاہی کہ ہے ہے ادھی نکھی ہے۔ ہے پوری نہلی۔ حالانکہ جتنی
عیادت سے کفر متعلق ہے قطعاً پوری لے لی تھی۔ ساری کتاب نقل کر دینی کیا ضرور
تھی خیر اس کی تفصیل تو القسم القاسمہ للداہم القاسمہ میں ملاحظہ ہو۔ مگر
رسلہ کی فرمائیے کتنی کی حرافہ ہے ایمان ہے کہ خاص مقام سے بیان کے بیان ہضم اور
بیچ میں سے نہیں حرف کا جملہ کپڑ لیا۔ کیا آپ ان ناپاک حرکتوں پر رسلہ پر نہ تھوکیں گے۔
کیا اس سے نہ کہے گا کہ ع

شرم بادت از خدا و از رسول

مگر کیا فائدہ کہ رسلہ والا خدا اور رسول کو ماننا ہی نہیں۔ بل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم۔

۲۔ مسماۃ نے قطع برید میں اپنے اسی چکے پر پس نہ کی۔ شرح مواقف میں اسی کے
متصل دوسرے خاصہ خرق عادات کے رد میں فرمایا:

ظہور الامور العجیبۃ الذمیرۃ للعادۃ لا یختص بالنبی کما اعتدفت
بہ فکیف تمیزہ بنو نیرۃ۔

یہاں بھی فلاسفہ کے اعتراف سے ان پر ضرب تھی۔ کیوں تھانوی صاحب کیا علمائے سنت
خود اپنے طور پر کہہ رہے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معجزات اور چیلہ کشوں
کے عجیب واقعات میں کچھ فرق نہیں۔ رسلہ یہ سائراں بھی ہضم کر گئی۔
۱۔ اسی کے متصل سب سے بڑھ کر کلام تبصرے خاصہ وحی پر تھا کہ:

ما ل ما ذکر و الی تخیل مالا وجود له فی الحقیقۃ کما للمرضی والمجانین
علی ما صرحوا بہ فکیف یحکون نبیا من کان امرہ و نہیہ من قبیل
ما یرجع الی تخیلات لا اصل لها قطعاً بما خالف ما دعا الیہ
المعقول ایضاً۔

کیوں تھانوی صاحب یہاں بھی کہہ دینا کہ شارحان مواقف و طوابع انبیاء علیہم الصلوٰۃ
والسلام کی وحی کو محض بے اصل مسامیوں اور پاگلوں کا ہندیاں بتا رہے ہیں۔ ع
شرم بادت از خدا و از رسول

سوال پنچاہ و دم: تھانوی صاحب خلیفہ مرتد نیچر ہی کہ حقیقت وحی کا منکر اور قرآن مجید
کو ایک جوشیلے آدمی کی باتیں بتاتا ہے کہ جوش کے وقت بے خودانہ اس کے منہ سے
نکلتی ہیں۔ کیا وہ مسماۃ لبسط البنان کی طرح اس عبارت شرح مواقف کو اپنی سند نہیں بتا
سکتا۔ بلکہ مسماۃ نے چارمی کو تو اتنا ہی نصیب ہوا کہ انصاف درکار ہے۔ کیا لایخص کا
وہی مفہوم نہیں جو عبارت خفص الایمان کا ہے۔ وہ تو اس سے بڑھ کر بڑی تعلی سے کہہ سکتا
ہے کہ انصاف درکار ہے۔ میں نے تو وحی کو فقط جوشیلے آدمی کی باتیں کہا تھا۔ شارح
مواقف تو اسے پاگلوں کی بک مسامیوں کی جھجک بنا رہے ہیں تو کیا اس کا یہ سند لانا آپ
صحیح بتائیں گے۔ ایسا ہے تو قسمت کا لکھا کفر مبارک اور نہ ماننے تو وجہ ہوئیے۔ کیوں یہ
عبارت اس کی سند نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ اس میں تو وحی کو اس سے بھی بدتر درجہ میں پھینکا ہے
اب کہیے گا کہ نیچر ہی مردک دیوانہ ہے۔ صاحب مواقف و شارح رحمہما اللہ تعالیٰ نے دعاؤ اللہ
اپنی طرف سے تو ایسا نہیں کہا۔ بلکہ فلاسفہ کے قول پر اس کا الزام دیا ہے۔ جی تو رسلہ
کے داؤن کو یہ کیوں نہ سوچی۔ وہ لایخص بھی انہوں نے اپنی طرف سے نہ کہا۔ انہیں جہانوں

کو الزام دیا ہے۔ پھر ہی کو دیا نہ کہ گئے۔ کس چرمی کو پگلی کیوں نہیں کہتے۔ اگر کہتے یہاں تو خود ماتن نے صاف کہہ دیا ہے: علی مناصر جوابہ۔ یعنی فلاسفہ کی تصریح ہے۔ جی تو وہاں کیا انہوں نے صاف نہ فرما دیا تھا: کما اقررہ۔ تمہارے یہ فلاسفہ کا اقرار ہے۔ بلکہ وہاں تصریح فلاسفہ اس امر کے متعلق بتائی ہے کہ دیا نے غیر موجود اشیا کو دیکھتے ہیں۔ عبات یہ ہے:

کما للمرضی والمجانین فانهم يشاهدون الوجود له في الخارج
على ما صور جوابه وقرر واما هو السبب فيه ولا شك ان ذلك انما يكون
على سبيل التخيل دون المشاهدة الحقيقية۔

اور یہاں خود اسی لا یختص کو اقرار فلاسفہ بتایا ہے کہ لا یختص بالنبی کما اقررہ۔ تمہارے۔
تو یہاں امر اور بھی واضح تھا مگر ع

جب آنکھ ہی نہ ہو تو کھلا دن بھی رات ہے

کیوں تھا نوی صاحب کیسی کہی ع

شدم بادت از خدا و از رسول

مگر میرا یہ کہتا ہی فضول جب ایمان نہیں شرم کیونکر معقول ولا حول ولا قوت

الابا لله العلی العظیم۔

تھا نوی صاحب اب تو کھلا کہ یہ سب خیانتیں فلاسفہ کے مذہب میں تھیں جن کو علما آشکار فرما رہے ہیں کہ بے ایمان تو تم نے نبی کی اتنی قدر کر دی نہ کہ جو توہین نبوت ان کے کلام مذہب میں نہ تھی۔ بلکہ اس کا اصلاً احتمال کسی عاقل کو نہ ہوتا۔ وہ یہ علماء معاذ اللہ خضف اللہ بیان کی طرح خود یک رہے ہیں۔ مگر یہ کہ نفرت برروسے بے دینی بھلے مانس کی صورت شیطان ملعون کی ٹانگ تلے آکر کفر زبان سے نکال دیا تو ابھی زرتو بہ کھلا ہے یا عمر بھر ابلیس ہی کا ساتھ دینا ہے۔ وہ دیکھو وہ دور سے ٹھٹھے لگا کر کہہ رہا ہے:

انی برئی منک انی اخات الله رب العلمین۔

لہ اپنی عاقبت پر رحم کرو اور اس کے آگے برکار واحد قہار سے جو حکم نافذ ہوا ہے اس کے

ڈرو وہ یہ کہ:

فكان سابقتهما اتهمافي النار خلدین فیہا وذلک جزاؤ الظلمین
والعیاذ باللہ رب العلمین۔

نہ سہی اپنی ڈھلی بگڑھی تم جانو اپنے ساتھ علماء کو کیوں سا تو۔ انصاف درکار ہے۔
وہ تو ایسے ہی کفر کا رد کر رہے ہیں۔ جیسا تم نے بکا۔ پھر اپنے رد کو اپنی سند بناٹے لیتے ہو۔
مگر یہ بھی ابلیسی چال اور عوام کو اپنے کفر میں پھانسنے کا جال ہے۔ لیکن الحمد للہ مسلمانوں کا
حافظ اللہ ہے۔ وہ دیکھتے آپ کی پھانسی آپ ہی کے گلے میں پڑی۔ والحمد للہ
رب العلمین۔

سوال پنجاہ و سوم: تھا نوی صاحب رسیا والا بھی کیا یاد کرے گا کہ کسی کڑے سے پالا پڑا
تھا۔ یہاں تک تو خبثائے فلاسفہ پر انطباق دکھایا تھا۔ اب وہ کھولول جس سے مخالف
چوندھیا کر پٹ ہو جائے اور آنکھ کھولے تو چوہیٹ ہو جائے۔ تھا نوی صاحب آپ نے
یہ بھی دیکھا کہ سوال ۳۸ فلاسفہ ہی پر منطبق نہیں۔ بلکہ یہ پلید و بلید سب انہیں کفار عنید
سے طابق الجوت بالجوت ہیں۔ بعینہ یہ کفار انہیں کفار کی راہ چلے ہیں۔ علما نے جو ان
کافروں کا رد کیا وہی ان کافروں پر حسام الحرمین لے وار د کیا۔ تھا نوی صاحب ان بے ایمانوں
کی ڈھٹائی تو دیکھئے اپنے رد کو اپنی سند بناٹے لیتے ہیں اس کے اشارات اور پر بھی
گزرے۔ مگر کام تو ان سے ہے جن کو بدہیات بھی محمول مطلق ہیں۔ لہذا پورا انطباق
کھول کر دکھاؤں۔ ابھی نہ سو بھی تو ہیں سو جھاؤں۔ مبدئیت جس سے زید نے رب
عز وجل کا وصف کیا۔ اس کا منطاق و جواب وجود ہے کہ اس سے مراد افاضہ وجود ہے۔ جو
واجب الوجود نہیں۔ اپنی متذات میں خود بالک و نا مقتضی وجود ہے۔ دوسرے کے لیے
کا مقتضی وجود و مفید ہستی ہوگا۔ ولید پلید اس سے منطابق حق پر رکھتا تو اسے کسی
شق کسی صورت میں کسکر کھار خدا کے برابر نہ سو جھتے مگر اس بے ایمان نے اسے منطابق
حق سے پھیر کر صرف ظاہری تبدیل ہیات و وضع پر ڈھالا اور ایسے وصف عظیم کو یوں

بے قدر کر دیا۔ اسی طرح علم غیب جس سے زید نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصف کیا اس کا منظر رسالت صرف اختصاص و وہب ربانی تھا۔ جس پر آیہ کریمہ: وَلَكِنَّ اللَّهَ يُجْتَنِبُ مِنَ سُلْطَانِهِ مَنْ يَشَاءُ شَاءَ لَعْنَةُ اللَّهِ لِيُفْلِحَ الْكَافِرُونَ (خفصہ) کی طرف غفلت و غور اس کو راہ نہ ہو۔ رب عزوجل محض اپنے فضل سے اپنے بندے کو اس کے علم کی راہ دے اس پر اسے تسلط بخشنے جیسا کہ خود اس متے قرآن عظیم میں ارشاد فرمایا:

عِلْمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ۔

رسلیا والا بلید مرید اس مناظر حق پر رہتا تو اسے کسی شوق کسی صورت میں ہر پاگل ہر چوپایہ نبی کے مانند نہ سوچتا مگر اس مرد ورنے اسے مناظر حق سے توڑ کر صرف اتنی بات پر لا ڈھا لاکہ کوئی بات ایسی جاننا جو کسی دوسرے پر چھپی ہو جس سے پاگل چوپائے کو اس صفت جلیلہ میں معاذ اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شریک کر سکے۔ اور پھر براد غیاری خفصہ الایمان میں کوئی نہ کوئی بات کہتا ہے اور مساقا اس پر اور حاشیہ چڑھ جاتی ہے۔ کہ گو وہ ایک ہی چیز ہو۔ حالانکہ یوں تو ہر پاگل ہر چوپائے کو روزانہ لاکھوں علم غیب ہیں۔ مثلاً دیوبند میں جو دیوانہ ہو اس کے سامنے دہاں کے مکان کی ایک ایک اینٹ زمین کا ایک ایک ذرہ گھر کے مردوں، عورتوں، بچوں کا ایک ایک بال گھر کی ایک ایک کھی بھنگا وغیرہ وغیرہ لاکھوں چیزیں ہیں اور تمنا نہ بھون میں جو چوپایہ ہو اس سے وہ سب مخفی ہیں۔ یونہی تمنا نہ بھون کا چوپایہ وہاں کی لاکھوں استبا و بیکر رہا ہے۔ جو دیوبند کے دیوانہ سے چھپی ہیں۔ کیا جناب تھانوی صاحب (باستثنائے منقطع) کے سوا کو عاقل اسے علم غیب کہنے کا۔ مسلمانوں نے بیکھا اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کبھی صفت جلیل عظیم اختصاصی کو کیسی ذلیل مبتدل بے قدری بات پر لا ڈھا تو یہ ان کفار فلاسفہ کا پورا فضلہ خوار ہوا۔ وہی تنگی مناظر ہے۔ وہی اختصاص الہی و وہب ربانی سے عدول ہے۔ وہی صفت جلیلہ کی توہین و تذلیل ہے۔ وہی کسی نہ کسی بات کا الملاق و شمول ہے ہاں فرق اتنا ہے کہ وہاں تو فلاسفہ نے نبی کا خاصہ کہہ کر وہ بکی کہ ہر کس و نا کس کو شامل ہو گئی اور علمائے ان احمقوں کو الزام دیا کہ اب نبی وغیرہ میں کیا تمیز ہے اور یہاں یہ

ان کا کہہ لیں ان سے بھی پانچ جزئیاں بڑھا ہوا خود اپنے منہ نفی خاصہ کر رہا ہے کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے (خفصہ الایمان ص ۱) خود اپنے منہ نبی وغیرہ میں فرق کا انکار کر رہا ہے کہ نبی وغیرہ میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔ (خفصہ الایمان ص ۱)۔ تھانوی صاحب لا حظ ہو وہ فلاسفہ بدتر کا فریاد رسلیا والا فاجر۔ شرح مواقف و شرح طالع کی عبارتیں ان کافروں کا زیادہ رد ہیں جو نفی خاصہ کے خود قائل ہوئے نہ نفی امتیاز کے۔ بلکہ ان کے قول سے ان پر الزام آئے یا اس مرتد پر زیادہ قہر میں جو اپنے منہ ان نفیوں کے کفر تک رہا ہے۔ تھانوی صاحب ان پلید و پلید کی کمال منہ زوری بے ایمانی دیکھی۔ کیسا اپنے قاتل کو الٹی اپنی سند بنایا چاہتے ہیں۔ ضربت مردان دیدی نعمت رحمن چشید می۔

فائدہ: تھانوی صاحب اس دسویں کبادی پر اعتراضات میں ہمارے اگلے تین پر پھر نظر ڈالیں۔ دیکھئے وہ رسلیا والے پر کیسے ٹھیک اتر گئے۔ کیا اتنی ضررات عظیم کے بعد بھی نہ سوچیں ہوگی۔ کہ ولید و ثرید و فلاسفہ، عنید و پلید و پلید سب خبیثوں کو ایک ہی آزار ہر ایک ایک ہی کفر کا بیمار۔ سب پر الیس ایک ہی طرح سوار۔ یعنی اوصاف جلیلہ کے سچے مناظر سے انکار۔ ذلیل و بے قدر احوال پر اذناء تو ہیں نبی و واحد قہار و عقی الحکفرین الناس۔ یونہی طاغی و باغی پر بھی یہی ٹھیکہ اور وہ دونوں بھی ایسے ہی کفار اگر کسی نبی مثلاً سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سلطنت پر وہ انکار۔ اس تقدیر پر گمان ہو سکتا تھا کہ یہ سات قسم کے کافر ہیں اور جہنم کے بھی سات دروازے شاید بحکم لہا سبعة البواب لكل باب منهم جزء مقسوم۔ ہر ایک کو خدا دروازے سے داخل کریں۔ مگر نہیں وہ ساتواں ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے اور جہنم کے ایک ہی دروازے سے ڈھکیلے جانے کے قابل ہیں۔ والعیاذ باللہ رب العلمین۔

سوال پنجاہ و چہارم: تھانوی صاحب میری دراز نفسی معاف فرمائیے۔ میرا کلام طویل ہوا۔ پہلے حل کا نام سن کر آپ کا جی ڈھونڈتا ہو گا کہ دوسرا اور مساقا کی گھر ہیں کھولنے اترتا ہے۔ انصاف کیجئے تو ایک ہی نے کیا لگا رکھی کہ دوسرا اور مانگے۔ مگر ہاں اس

سہ جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کی اس آہٹ کی ناز برداری ضرور ہیں کرنی رہی کہ یہ تو تم نے علم غیب کے معنی و مناظر اہل عقل کے طور پر لے کر فلاسفہ اور رسل کو جہنم کے ایک ہی کنویں میں ڈھکیل دیا۔ وہ کہتی ہے میں یوں نہیں مانتی۔ میری ٹھہرائی پرا ترو جس میں ہر پاگل ہر جو پائے کو علم غیب ہو۔ دیکھوں تو اس میں تم میری ڈیڑھ گڑھ کیسے کھولے لیتے ہو۔ رسل کی یہ نریا ہٹ اگرچہ نرے جنوں کی بوکھلاہٹ۔ کوئی پاگل کہے کہ تم نے عقل کے مسلمات پر میری بکواس رد کی پاگلوں کے مسلمات پر تو رو کر دو۔ اس کا جواب اتنا ہی پس ہے کہ ہشت۔ مگر مجھے رسل کی تو ہر طرح ناز برداری منظور۔ لہذا جس طرح سوال ۳۸ کا انطباق دکھایا سوال ۴۴ کا بھی دکھا دوں کہ اس کی آنکھیں پھٹ کر رہ جائیں۔ چل کہاں تک چلتی ہے۔

چقدر بدشت نوسن بہ بیت جہاندہ ام من

چقدر میدہ تو چقدر رساندہ ام من

ہاں تھانوی صاحب کیسے تو زید مسلمان جو اپنے رب، اپنی نبی، اپنے ائمہ اپنے علماء جیل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و رضی اللہ تعالیٰ عنہم و رحمہم سے سیکھ کر (جیسا کہ سوال ۳۹ میں اس کا ایک مختصر نمونہ گزرا) اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر علم غیب کا حکم کرتا ہے اسے حضور کی مدح کریم مقصود ہے یا کچھ اور۔ بولو کہ ہاں وہ اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح ہی کرتا ہے اور یہی اس کی مراد ہے۔

۲۔ اب بولو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں یہ وصف جلیل تمام عالم سے ارفع و اعلیٰ درجہ پر ہے یا نہیں۔ کہو ہے اور ضرور ہے۔ اور کیوں نہ کہ کہ خدا کا دھرا سر پر یہی لبط البنان اس کی مقرر ہو چکی ہے۔

۳۔ اب کہو کہ اس کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اس درجہ و نور و کثرت پر ہونا کہ شمار لاکھ لاکھ بار تک رہے اور اس کی مقدار کالا کھواں حقہ نہ گن سکے۔ کچھ تعریف فلسفی کی طرح بوجہ انہام منافی مدح ہے یا اور زیادہ مؤید مدح کہو کہ ہرگز منافی نہیں بلکہ کمال مؤید۔

۴۔ اب بولو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں یہ وصف عظیم جلیل کریم قابل مدح ہے یا نہیں۔ مسلمان کا نام پیارا جانتے ہو تو کہو کہ ہاں ضرور عظیم مدح کے قابل ہے۔ جس سے قرآن عظیم نے ان کی مدح فرمائی جو انہوں نے اپنی صحیح حدیثوں میں اپنے رب کی یہ جلیل نعمت اپنے لیے جتائی۔ صحابہ و تابعین و ائمہ دین میں قرآن فخرنا ان کی یہ ثنا ہوتی آئی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قد صامطلاک من الغیوب و سلم۔ زیادہ تسکین چاہو تو خالص الاعتقاد سے اپنا علاج کراؤ۔

۵۔ اب سوالات سالفہ دیکھ کر بولو کہ مناظر مدح کیا ہے۔ مدح کو کتنی بات ضرور۔ کیا جب تک کسی صفت میں اللہ عزوجل کی برابری نہ ہو۔ اس سے مدح نہیں ہو سکتی کیا کوئی کافر سا کافر ایسا کہہ سکتا ہے۔ بشرطیکہ دھرم کا گنگو ہی انہی نہ ہو۔

۶۔ کیا مدح کسی عام ذیل متبذل وصف سے ہوگی۔ کیا کوئی احمق سا احمق کو دن سا کو دن ایسا گمان کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ مت کا تھانوی دیوبندی نہ ہو۔ اے سبحن اللہ مدح اور وہ بھی کس کی اعظم الحمد و عین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اور اس میں مراد ایک ایسا وصف ہو جو ہر پاگل جانور تہی کہ ہر دیوانی کے پایا جاتا ہے۔ کہو کہ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ کسی عاقل کو اس کا گمان بھی نہیں ہو سکتا۔

۷۔ اب بولو کہ جب شوق اول قطعاً منتفی و مخصوص بحضرت عزت عزوجل تھی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مناظر مدح علوم غیب وافرہ کثیرہ عظیمہ تمام جہان سے نوروں ترعد شمار و احصا سے باہر قطعاً موجود کہ لبط البنان بیچارمی کو بھی مسلمانوں کا جی رکھنے کے لیے اس کا ظاہری اظہار و اقرار مقصود تو اسے چھوڑ کر شوق دوم ذلیل متبذل پر ڈھالنا کہ یقیناً قطعاً ہرگز نہ اس کا احتمال نہ کسی عاقل کے لائق وہم و خیال مراحتہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح عظیم کو بگاڑنا اور اس وصف کریم پر اپنی بری توہین کی تھیلی جھاڑنا ہے یا نہیں۔ کہو ہے اور ضرور ہے۔ سوال ۳۴ میں خلاص و خلاص کے سوراخوں والا بیان نہ بھول جانا۔

۸۔ اب کہو یہ توہین کہ کلام زید میں معاذ اللہ اس کی بود و کنار نہ ہمارا اصل ہرگز اس کا احتمال ہی

خفص الايمان والا خود ہی اس کا باری ہوا۔ وصف عظیم کو ایسی ذلیل بات پر ڈھال کر آپ ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینے کا قسادی ہوا یا شارحان موافق و طوابع کی طرح اس توہین کا کہ کلام مخالفین میں بخفی منظر و منادی ہوا۔ کہو کہ نہیں نہیں بلکہ یہ دشنامی خود ہی باودی قسادی ارتدادی ہوا۔

۹۔ اگے چلو خفص الايمان کی یہ ہشتم تقریر کہ مدح النبیر نذیر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رد میں تھی خود مناظر مدح کا انکار کرے گی یا کچھ اور (دیکھو سوال ۷۴)۔ کہو کہ ہاں اس نے مناظر مدح ہی کا انکار کیا اور ضرور تنقیص شان حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مرتکب ہوا۔

۱۰۔ اب یوں کہ خفص الايمان والے نے اس مدح کا حکم ذات مقدسہ پر صحیح نہ مان کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فضیلت کو باطل کر دیا یا نہیں۔ کہ وہاں ضرور باطل کیا اور واحد قہار کا غضب اپنے سر لیا۔ تھانوی صاحب اب سمجھے کہ وہ عظیم کریم رکن اعظم سلطنت الہی مملکت ربانی کے دولہا محمد رسول اللہ ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور وہ وصف عظیم علم غیب جس کی طرف اعلیٰ رب العزت عز وجلالہ سے خاص اور طرف ادنیٰ خفص الايمان کے دھرم پر ہر ہاگل چرپائے کو حاصل اور اوساط میں بسط البنان کے اقرار مجبوری سے نسب سے ارفع و اعلیٰ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصف کامل اور زید مسلمان وہ خادم سلطنت کہ اپنے آقا کے کریم کی مدح کر رہا ہے اور وہ بے ادب بد لگام، منہ پھٹ، نمک حرام، وہ رسل کا نافر جام کہ اس پر منہ آتا اور اس مدح عظیم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو باطل کرتا اور اس کا حکم حضور پر غیر صحیح بناتا اور حضور کی صفت کو ہر ہاگل جانور کے حال سے ملاتا اور حضور اور ان ذیلیوں میں وجہ فرق پر پھینکا اور حضور کی مدح جلیل کو ایسی ذلیل بات پر ڈھالتا اور اس صفت کریم اور خود موصوف عظیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی شدید اشد توہین کرتا ہے۔

وسیع علم الذین ظلموا ای متقلب ینقلبون ۵۔

جناب تھانوی صاحب سمجھے۔ خاک سمجھے۔ خدا کو مان کر ایک دفعہ تو سر ملا دو۔ اگرچہ بے انقش ہی کی طرح۔ مگر توبہ تم اور حق کا اقرار وہ تو ہمارا رب عز وجل فرما چکا۔

لا یزال بنیاء نعم الذی ینوار یمیۃ فی قلوبہم الا ان تقطع قلوبہم۔

اور ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرما چکے۔

فیصرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیۃ ثم لا یعودون

و دخول ولا قوتہ الا باللہ العلی العظیم۔

سوال پنجاہ و پنجم: تھانوی صاحب اب تو آپ کو لا ینختص کا فرق بھی سوچ گیا کہ لفظ و مفہوم وہی ہیں۔ فقط کفر و اسلام کا فرق ہے۔ عبارت علماء میں لا ینختص مقال کفار کا اظہار اور پلید و بلید رسلیا والے کی عبارتوں میں خود ان کی کہو اس کفر بار علماء مسلمان ہیں اور یہ دونوں کفار اور سوال ۴۸ فلاسفہ اور انچا سوال رسلیا والے پر ٹھیک اتر گیا اب بچا سوال آپ خود اتار لیجئے اور اپنے ایسے عظیم رو کو اپنی سند بنائے پر ولید پلید اور رسلیا والے بلید دونوں کی چاند پوری ماریجئے اور اس سے بھی کڑا چاہیئے تو وہ پہلا عظیم حل دیکھئے جس نے ایک ہی سوال ۴۸ فلاسفہ اور رسلیا والے دونوں پر اتار کر دکھا دیا جس نے دونوں کا ایک رنگ کے کافر ہونا بتا دیا۔ جس نے آفتاب سے زیادہ روشن ثابت کر دیا کہ شروع موافق و طوابع کی عبارتیں جس طرح فلاسفہ کی رو ہیں۔ بعینہ ایسے ہی خفص الايمان والے کی روا شد ہیں۔ بلکہ ثابت کر دیا کہ وہ عبارتیں خفص الايمان والے پر کفار فلاسفہ سے بھی بڑھ کر غقیب و قہر اللہ الامد ہیں جس نے بنا دیا کہ رسلیا والے کی چاند پوری کھجائی کہ اسے ان عبارت علماء سے استناد کی سوچھائی۔ مسلمانوں نے دیکھ لیا کہ اس کا یہ استناد اسی شامت کی بکری کی مثال ہوا جسے اس کا مالک جنگل میں ذبح کرنا چاہتا تھا اور چھری بکری نے حسب عادت کھر سے زمین کھر چنی شروع کی۔ سن اتفاق کہ کہیں دبا ہوا بچھان کا چھرا نکل آیا۔ مالک نے بکری کو گھٹنے سے دبا یا اور وہی پھرا اس کے گلے پر بھیر دیا۔ اب پڑی خرخر کر رہی ہے۔ خون کے نوار سے جھلک رہے ہیں۔ تھوڑی دیر پاؤں مچھٹکا کر دم توڑ گئی اور عرب کے لیے کالبا حث من حشفہ بظلفہ مثل چھوڑ گئی۔

افسوس کہ ایمان سے سقر کر گئی بکری
آنکھیں تو نہ غمیں پہلے ہی اب مر گئی بکری
واقعہ تھی اس شرح موافق کچھ ہے
گلے کے گلے جس کے تیلے دھگر گئی بکری

چو پائی نے اس غیب کا علم آہن پایا
خود کھود کے اپنا ہی گلا چرگئی بکری
طالع میں مگر شرح طالع کے اسد تھا
یوں جس کے سبب زیر غفلت گئی بکری
نئی یاد کس اشرف کی غضب ہار گئے کا
مرتے ہوئے کرتی ہوئی خرخر گئی بکری

یہ ترسیل کی دسویں کیا دی کی گت ہوئی خدا کو ایک جان کر کتنا کبھی خواب میں بھی شرح مواقف و طالع کے یہ جلیل مطلب سوچے تھے آپ تو آپ دھرم سے کتنا اپنے کسی بڑے کسی استاد سے بھی کسی مطلب کا ایسا عظیم و بسیط قاہر و باہر بیان سنا تھا۔ افسوس کہ کسی پاگل کسی چوپائے نے اتنا علم غیب نہ پڑھا کہ ان عبارتوں کا نام لینا کلمے پر الٹی پھری ہو جائے گا۔ جن کا سہارا پکڑتے ہیں ان میں تیز خنجر بھرے ہیں۔ ڈوبتے کے بھاگ کمل کا باگ ہو جائے گا۔ ادھر وہ نو مکر جیل فریب یوں تیرہ تین بارہ باٹ ہوئے۔ سا لہا سال آپ کی خاموشی آپ کی بے ہوشی پر پردہ ڈالے ہوئے تھی بھرم بنا تھا۔ آپ کے اذناں چنچ پکار مچاتے تھے کہ ہرگز ہرگز خفص الایمان کا یہ مطلب نہیں جو حسام الحرمین والمعتد المستند نے لکھا اور علمائے کرام حرمین مختربین نے سمجھا ہے چارے جاہلوں کو احتمال ہوتا تھا کہ ہاں شاید کوئی ایسا ہی مطلب جناب کے شکم میں حلول کیے ہوئے ہو جو مکہ و مدینہ تک کے اکابر علما نہ سمجھے اور جو شاید خفص الایمان کا کلا کفر سے بچالے۔ اب کہ آپ کے حواریوں نے ابھارا بھار کر کوچے مار مار کر دس برس بعد آپ کا دہن شریف کھلوایا پھوٹا اور خود جناب نے اپنے شکم کی مطالب و عذرات کا بھانڈا پھوٹا کھل گیا کہ وہ ہر حق نری نشیجی اور نین کا نے تھے۔ پس یہی مطلب نامراد تھا۔ جو یقینی کفر و ارتداد تھا۔ جو عذر گرٹھا اس کا وبال آپ ہی کے سر پر پڑا۔ جو تاویل بھاڑی اس نے آپ کی بگڑی اور بگاڑی سے

کھل گیا سب پر ترا بھید غضب تو نے کیا
بکوں تر سے منہ کا کھلا چھید غضب تو نے کیا

جیر یہ تو مناظرانہ وار تھے اب خیر خواہانہ معروض ملاحظہ فرمائیں:

خیر خواہانہ معروض

آپ شروع بسط البیان میں فرماتے ہیں:

میں نے یہ خبیث مضمون کسی کتاب میں نہیں لکھا۔ الحمد للہ کہ مضمون کو آپ خبیث مان چکے اور یہ ہم نے آپ کو دکھا دیا کہ وہ آپ ہی نے لکھا اور اپنی خفص الایمان میں لکھا۔

آپ فرماتے ہیں:

لکھنا تو درکنار میرے قلب میں بھی اس مضمون کا کبھی خطرہ نہیں گزرا۔ اور ہم نے آپ کو دکھا دیا کہ یہ خبیث مضمون آپ ہی کے دل و زبان و قلم کا ہے۔

آپ فرماتے ہیں:

میری کسی عبارت سے یہ مضمون لازم بھی نہیں آتا۔ چنانچہ اخیر میں عرض کر دوں گا۔ اور ہم نے آپ کو دکھا دیا کہ نزال دوم نہیں خفص الایمان میں یقیناً اسی کا التزام ہے۔ آپ کی آخر کی چنانچہ اس نے آپ کے کفر پر اور رجسٹری کر دی۔ ایک بھی بناٹ نہ بنی۔

مریض کفر پر نعمت خدا کی

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

فی قلوبہم مرض فزادہم اللہ مرضاً۔

آپ فرماتے ہیں:

جب میں اس مضمون کو خبیث سمجھتا ہوں۔ جی اور مضمون والے کو کیسا اور میرے

دل میں کبھی اس کا خطرہ نہیں گزرا کہ یوں الٹی آنتیں گلے پڑیں گی۔ جیسا کہ ادب معروض ہوا اور بیانات قاہرہ سے ہم نے ثابت کر دیا تو میری مراد کیسے ہو سکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینے والا ہمیشہ نامراد ہے نامرادوں کو مراد کہاں اور رہی جو زبانی ہٹ کر کی تھی۔ مراد آباد کی ہر سمیت اس پر بالکل پانی پھیر گئی۔ خیر بیان تک تو نرسے مکر کے ساتھ دن کے سورج سے مکرنا تھا۔ اُس کے حسام الحرمین کا کراوار ان کی کھوٹا اور خود آپ کا کفر آپ کے منہ قبولواتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں:

جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحتہ یا اشارتہ یہ بات کہ میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کہ وہ تکذیب کرتا ہے نصوص قطعیہ کی اور تحقیق کرتا ہے حضور سرور عالم محمد نبی آدم علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدا کے لیے حسام الحرمین نے اور کیا زہر کھول دیا تھا۔ جس پر آپ کے طالب نے وہ زمین سر پر اٹھائی تھی کہ ہائے کافر کہہ دیا کافر کہہ دیا۔ جناب اب تو آپ خود خفصہ الایمان والے کو کافر کہہ رہے ہیں۔ کیا خارج از اسلام اور کافر ہیں آپ کچھ فرق سمجھتے ہیں بلکہ اللہ انصاف۔ حسام الحرمین نے تو اتنا فرمایا بھی نہ تھا کہ جو اعتقاد بھی نہ رکھے اور اس کے کلام میں اس کی صراحت بھی نہ ہو۔ صرف اشارہ ہی نکلے وہ بھی کافر ہے۔ یہ آپ نے خود اپنے لیے اضا فرمایا۔ یعنی مسلمانی پر آگے تو پوری ہی گائے کھائیں۔

الحمد للہ حسام الحرمین کا سحر حلال آپ کے سر چڑھ کر بولا خود آپ نے اپنی ڈبل تکبیر پر منہ کھولا۔ رہا یہ کہ ہمارا یہ مطلب نہ تھا اسے ہر عاقل پہلے ہی جانتا تھا۔ آپ اردو بولے تھے نہ کہ گوروں کی انگریزی کہ اوروں کی سمجھ میں نہ آتی اب بفضلہ تعالیٰ اس وقعتات السنان نے آپ ہی کی سندوں سے آپ کا وہی مطلب ثابت کر دیا جسے آپ خود مان رہے ہیں کہ بیشک کفر ہے بے شک تو ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ پھر قبول کفر میں کیوں دیر ہے اشاعت تو یہ ایمان میں کیا میرے پھر ہے۔ ورنہ آپ کے اذناں کہ آپ کے دم سے بندھے ہیں ان کے کفر کا وبال بھی آپ ہی کے سر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فان علیک اثم الذی لیسین۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لیحملوا اوزارہم کاملۃ یوم القیۃ ومن اوزارہم یحملونہم بغیر علم الا ساعۃ ما یزیدون والعیاذ باللہ رب العلمین ودخول ولا قوت الا باللہ العلی العظیم۔

الحمد للہ بسط البنان کے تمام غدرات بارودہ کو گھر پہنچا دیا۔ ایک حرف باقی نہ رہا۔ اب چلتے وقت کی اس کھلی کچھ شکایتیں باقی ہیں وہ قابل توجہ بھی نہ تھیں۔ مگر ان میں

تازے کفر کے ہیں ان کی خاطر چند سوال اور سہی کہ باذنہ تعالیٰ ساٹھ کا عدد کامل ہو جائے
و یا اللہ التوفیق۔

سوال سچاہ و ششم: رسیا بولتی ہے میں نے سنا ہے جی آپ کو دیکھنا کہاں نصیب۔ ات

رے تیرا بھولا بننا سالہا سال سے المعتمد المستند کا لغو حسام الحرمین کی چھٹکار شرق سے غرب تک عجم سے عرب تک گونج رہی ہے اور خود رسیا اور رسیا کے اکابر کی گردن تیغ تکفیر سے اڑ رہی ہے۔ مگر رسیا کا وہ گہرا پردہ کہ اس نے آج تک کچھ نہ دیکھا۔ سو میں سے ایک حزب کی اڑتی ہوئی بھٹک کہیں کان میں پہنچ گئی۔ اس کا جواب دینے اٹھی۔ تھانوی صاحب کیا آپ حلف سے کہہ سکتے ہیں کہ رسیا والے نے المعتمد المستند۔ تمہید ایمان حسام الحرمین تینوں میں سے کوئی نہ دیکھا۔ یہ کہتے کہ سب دیکھے اور سخت سے سخت پا کر آنکھیں میچ لیں۔

سورہ اسوں کا گلہ کیا ان کو دن بھی رات ہے

دیکھ کر جلتے ہیں گنگوہی یہ کیسی بات ہے

۲۔ فرض کر دو کہ رسیا کی دونوں بندہ ہیں۔ مگر حلف سے کیسے تمام قہر اعتراضوں میں ایک ہی اس کے کان تک پہنچا کہ جواب کے لیے خاص اسی پر منہ مارا۔ یاں یہ کہتے کہ سنے سب مگر اپنے زعم باطل میں اسی پر کچھ ریز کی سکت پائی۔

۳۔ جی ہاں کیا سنا ہے یہ کہ میری دلیل کے مقدمات پر نقض کیا گیا ہے۔ تھانوی صاحب وہ دیکھئے دروغ گورا حافظ بن شد۔ وہ تقریر ذیل جسے رسیا کے صہ پر صاف صاف دلیل مانتا تھا کہ وہ عبارت دوسری دلیل کی ہے۔ خصم کا وارے پناہ دیکھ کر صہ پر اسے منع و مطلب دلیل گھڑ لیا کہ دلیل لانا ضرور ہے یعنی یہ ثابت کرنا چاہیے۔ جب من ہی من میں ٹھہرائی کہ اس قدر کا وقت گزر گیا۔ تیس ہی سطر بعد صہ پر وہی اگلی بات تک پہنچ کر گئی کہ میری دلیل تھانوی صاحب رسیا کی بوکھلاہٹ دیکھتے جائیے۔

۴۔ جی ہاں کیا نقض کیا گیا ہے۔ یہ کہ اس بنا پر چاہیے کہ آپ یعنی حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عالم بھی نہ کہیں۔ مگر مجھ کو حیرت ہے کہ اتنا صریح فرق معترض کے خیال میں نہ کیا

یہ نقص اس وقت ہوتا کہ آپ کو عالم مطلق بعض علوم کی بنا پر کہا جاتا تھا۔ آپ کو تو عالم خاص علوم عظیمہ مختصہ کی بنا پر کہا جاتا ہے۔ تھانوی صاحب اس بذات رسلیا کی پوری اور سرزوری دیکھی۔ آپ تو مدح محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رد کے لیے حضور کے علوم عظیمہ جلیلہ مختصہ بیحد و شمار کو اگر مناظرہ صریح صرف اوتنی ذیل بات پر ڈھالا کہ کسی نہ کسی بات کا علم جو دوسرے سے مخفی ہے (حقض الایمان ص ۱) گودہ ایک ہی چیز ہو گواہی ہی درج کی ہو (ص ۱) اور اس پر جو اس کے جسم نے نقص کیا تو اٹا اسی پر پھونپتی ہے کہ انا صریح فرق خیال میں نہ دیا کیا آپ اس سے نہ فرمائیں گے کہ مسخری خیال میں تو میرے نہ آیا۔ تیرے خصم نے تجھے سکھایا وہ دیکھ حسام الحرمین ص ۲ پر اس کا قول کہ خیال کرو اس نے یعنی رسلیا واسلے نے کیونکہ ایک دو حرف جانتے اور ان علوم میں جن کے لیے حد نہ شمار کچھ فرق نہ جانا تو اس کے نزدیک فضیلت اسی میں منحصر ہو گئی کہ پورا احاطہ ہو اور فضیلت کا سلب واجب ہوا نہ اس کمال سے جس میں کچھ بھی باقی رہ جائے تو غیب و شہادت کی کچھ تخصیص نہ رہی۔ مطلق علم کی فضیلت کا سلب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے واجب ہوا۔ بے ایمان مکارہ یہ نقص تھا کہ فرق تیار کرنے سے فرق نہ کرنے ہی پر اتارا۔ اب اٹا تو اس فرق نہ کرنے کو اپنے خصم ہی پر پھونپتی ہے۔ ہندی مثل تو یہاں اور تھی مگر یہی سہی کہ اٹا چور کو نوال کو ڈانٹے۔

۵۔ رسلیا کہتی ہے اور اس میں یہ مقدمات جاری نہیں۔ مت کٹی کیوں نہیں جاری۔ تو نے علم کی تسبیح تو کی اور یہ یقیناً قسم اول محیط کل نہیں تو قطعاً اسی قسم دوم علم بعض میں داخل جسے تو کہتی ہے کہ بعض مراد تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ایسا علم غیب تو ہر محبتوں بلکہ جمیع بہائم کے لیے بھی حاصل دیکھ سوال ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰ وغیرہ۔

ساتھ چار سفر کی رسلیا ہے ضرور بڑی پانچ آپ ہی سمجھی کہ یہ وہی مصیبت ہے۔ جو رسلیا واسلے پر اس فرق کے بھلانے سے پڑی۔ خصم پھر منہ میں پتھر دے دیکھا کہ علوم غیب سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح سکر حضور کے علوم عظیمہ جلیلہ مختصہ بے شمار کیوں بھلا کہ وہ کھلا ملعون کفر بک بیٹھی تو اس زخم نامندمل کے بھرنے

پھر اپنی آنکھوں میں عیاری یاد کرتی ہے کہ اس جواب کا بطلان اور شق مذکور اشارہ میں گزر چکا ہے۔ جی اور اس پر سوال ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰ وغیرہ میں جو بے بجاؤ کی بے گنتی بے شمار پڑیں۔ وہ بھی یاد میں یا نہیں۔ افری رسلیا تیرا بھولا پن خون پھونپتی جا اور کہہ خدا جھوٹ کرے۔

سوال پنجاہ و ہفتم: رسلیا آگے کہتی ہے۔ دوسری اس جواب سے بھی قطع نظر کی جائے۔ تب بھی غایت مافی الباب ایک علمی سوال ہو گا جس کا اہل علم سے تعجب نہیں۔

تھانوی صاحب آپ اس کا قرہ فاجرہ کی کفر شیع پر حرأت بے بالی ڈھٹائی ملاحظہ کریں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسی شدید ناپاک گالی دینے کو کیسا ہلکا ٹھہراتی ہے کہ ایک علمی سوال ہے۔ جس کا اہل علم سے کچھ تعجب نہیں۔ اسے سبحن اللہ وہ فرق جو خدا کا دھرا سر پر سو جھانے سے سو جھانے۔ کہ کہاں پاگلوں جو پاؤں کا ایک ادھ ذیل بات جان لینا اور کہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم عظیمہ جلیلہ مختصہ بے حد و بے شمار اب اس سے خود قطع نظر کر گئی تو علم اقدس اور ہر پاکل ہر چوپائے کے علم میں اب سوا مساوات کے کیا رہا۔ وہ بکن کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص ایسا علم غیب تو ہر محبتوں بلکہ جمیع بہائم کیلئے ہے اب اسی کے منہ صاف صاف دہی بات ہو گیا یا نہیں۔ جو درجنگی صاحب نے آپ سے پوچھی کہ آپ نے حقض الایمان میں اس کی تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا علم جیسا جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے ایسا ہر بچے ہر پاکل بلکہ ہر جانور ہر چوپائے کو ہے۔

۲۔ اب آپ کی وہ بھوٹی توبہ تلا کہ میں نے یہ خبیث مضمون کسی کتاب میں نہیں لکھا۔ میرے قلب میں بھی اس کا خطرہ نہ گزرا۔ میری کسی عبارت سے یہ مضمون لازم بھی نہیں آتا صریح جھوٹ ہو گئی یا نہیں؟

۳۔ اب آپ کا وہ مجبوری کا حکم کہ جو ایسا اعتقاد کرے یا بلا اعتقاد اشارہ کرے اس کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں۔ وہ تنقیص کرتا ہے حضور پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آپ ہی

کے صاف اقرار سے آپ پر پورا اتر گیا یا نہیں۔ تھانوی صاحب قسمت کافر کہاں جائے
بے گناہ زید و عمرو کا خون سر چڑھ کر بولتا ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی
دینا کہ کرو روں بے گناہوں کے قتل سے کرو روں درجہ بدتر ہے۔ کیوں کہ آپ کے سر
چڑھ کر نہ بولتا۔ کہیے اب تو آپ کے ہر عذر معمولی کی گلی بند ہو گئی۔ اس کفر کا اقرار
پر کر لیا۔ قائل کے کافر ہونے کا اقرار صریح پر دے چکے۔ اب کیا خور اقرار کی کافر مرتد
ہونے کے لیے اس کے منتظر ہو کہ کسی دن یہ لکھ دو کہ اشرف علی ولد فلاں پسر
فلاں تھانوی بھون کا رہنے والا کافر مرتد ہے یوں تو آج تک ابلیس نے بھی نہیں
قبولاً۔ تھانوی صاحب حسام الحرمین کی بھد اللہ تعالیٰ زندہ کرامات دیکھی۔ کیسا آپ کا
گلا دبا کر آپ کی ہر گلی بند کر کے مجبورانہ آپ کے منہ سے قبولوا دیا کہ بے شک بیشک
اشرف علی تھانوی کافر تھانوی صاحب کیا اب بھی ایمان نہ لاؤ گے۔ کہاں ہیں تھانوی صاحب
کے حمایتی کہ انہیں کفر سے بچانے کو اپنا پیٹ پھاڑے مرے جاتے تھے۔ اب اپنا
سر چھوڑ کر میں کہ تھانوی صاحب بلا تاویل بے پھر پھار اپنے آپ کو کافران چکے۔
اب مدعی سست گواہ حست کی نہیں بدی تم سب بھی تھانوی صاحب کے کفر کا کلمہ
پڑھو اور صاحب حسام الحرمین کے دست حق پرست پر بیعت کر کے ایمان لاؤ۔ الہی
توفیق دے۔

۳۔ تھانوی صاحب وہ اقراری کفر تو انک رہا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایسی
شدید گالی کو جسے خود لکھ رہے ہو کہ تنقیص ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ ایسا ہلکا
سمجھنا کہ ایک علمی سوال ہے۔ جس کا اہل علم سے کچھ تعجب نہیں خود کیا دوسرا ڈیل کفر
نہیں تھانوی صاحب۔ بیوقوفانہ جردا۔

۵۔ آگے رسیا گفت افسوس ملتی ہے کہ اہل علم کی یہ سنت مستمرہ ہے کہ علمی گفتگو کی بجائے۔
افسوس تو جاہلانہ و سو قیانہ سب و شتم اور رمی بالقر اور کھینچ تان کر بہتان باندھنے کا
تھانوی صاحب تیسرا کفر مبارک۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یوں ٹھٹھیسے
دل سے گالیاں دو۔ جن کو خود بھی حضور مقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین اور ان کے

قائل کو اسلام سے خارج قبول کرو۔ وہ تو عالمانہ مذہب گفتگو ہوئی اور گالی دینے والے
شقی کافر کو مسلمان برا کہیں تو یہ جاہلانہ بازاری گفتگو ہے۔

۶۔ تھانوی صاحب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینے پر حکم کفر باطل ماننا اور
اسے رمی بالکفر و بہتان سے تعبیر کرنا یعنی مسلمانوں نے اس گالی دینے والے پر ناحق
بھڑک کر کفر پھینک مارا۔ وہ تو ہٹا گنا مسلمان ہے، کیا یہ آپ کا جو تھانوی صاحب؟
جہانے دو جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دی۔ جس کا توہین شان اقدس
ہونا تمہیں خود مسلم وہ تمہارے دھرم میں مسلمان ہے یا کافر۔ اگر مسلمان ہے تو تم اسے
خارج از اسلام کہہ کر مسلمان رہے یا کافر ہوئے۔ اور اگر کافر ہے تو تم اس کی تکفیر کو ناحق
بہتان و رمی بالکفر کہہ کر مسلمان رہے یا کافر ہوئے۔

۸۔ یہیں آپ نے اسے جاہلانہ و معاندانہ جہال کہا ہے۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کو گالی دینے پر جو مسلمان تکفیر کرے وہ جاہل ہٹ دھرم ہے۔ یہ آپ کا پانچواں
کفر ہے۔

۹۔ یہیں اس کا انتقام خدا کے سپرد کر کے یہ ٹھٹھایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو گالی دینے
والے سے راضی ہے اور جو گالی دینے والے ملعون کو برا کہے اس پر غضب کرتا (صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم) اسے عذاب دیتا ہے۔ یہ آپ کا چھٹا کفر ہے۔

۱۰۔ یہیں آپ نے دشنامی حدیث کی تکفیر کو لغویات کہا۔ یہ آپ کا ساتواں کفر ہے۔

۱۱۔ یہیں آپ ایک مصرع جی مل بند کہ

با خدا داریم کار و با خلائق کار نیست

مسلمان تو یہاں اور معنی لیتے ہیں جسے میں ثابت کر دوں گا کہ وہاں یہ کو منظور نہیں آپ کے
یہاں واقعی عموم اپنے ظاہر پر ہے اور خلائق میں انبیاء و سید الانبیاء علیہم
افضل الصلوٰۃ و التثانی بھی داخل واقعی حضور سے آپ کو کام ہوتا تو یہ پاگوں چوپایوں والی
مڑی گالی یونہی دیتے۔ مگر یہ تو فرمائیے کہ خدا سے آپ کو کیا کام ہے۔ گنگوہی صاحب
نے اسے کاذب کہا۔ آپ انہیں امام جانیں۔ یہ آپ کا آٹھواں کفر ہے۔

۱۲۔ گنگوہی صاحب نے ابلیس کو اللہ کا شریک مانا۔ آپ انہیں پیشوا مانیں یہ آپ کا نواں کفر ہے۔

۱۳۔ اسماعیل دہلوی صاحب نے مکان و زمان و جہت سے اس کی تشریح کے اعتقاد کو گمراہی و بدعت بتایا اور دہلوی صاحب کے اس قول پر گنگوہی صاحب نے جیت تک یہ نہ جانا تھا کہ یہ امام الطائفہ کا قول ہے۔ صاف حکم یہ کفر ہے لگایا اور اسی تکفیر اسماعیل پر آپ نے بھی الجواب صحیح جیایا۔ جب معلوم ہوا کہ ہائے بی تو ایذا الحق میں امام الطائفہ کا قول ہے۔ اسی اپنے اقرار کی کافر کے ساتھ ہوئے اور خدا کو چھوڑ دیا یہ آپ کا دسواں کفر ہے۔ ان تین میں اگلے دو کا بیان حسام الحرمین شریف میں آپ دیکھ چکے اور تیسرے کے بیان میں تو مستقل رسالہ دو بند یوں مولویوں کا ایمان طبع ہوئے۔ تیسرا سال ہے اور آج تک لا جواب ہے اور بعونہ تعالیٰ ہمیشہ لا جواب رہے گا۔ یہ آپ کو خدا سے کام ہے۔

تغویاد اسے چرخ گردان تغوی

نصیحت: تھانوی صاحب آپ نے دیکھا کفر کی مدد کرنے والا اور بڑھ کر کفر در کفر کفر بر کفر میں پڑتا ہے۔ تھانوی صاحب ابھی آپ کی سانس کا ڈورا چل رہا ہے اپنے کلام کو کفر مان چکے۔ اپنے آپ کو کافر مان چکے۔ اب ایمان لانے مسلمان ہونے۔ اپنے جدید اسلام کا اعلان کرنے پھر زوجہ شریفہ راضی ہوں تو ان سے جدید نکاح کرنے میں کیا عذر ہے۔ ہم تمہارے بھلے کی کہتے ہیں۔

ومن کفر فان الله عني عن العلمين ۵

لطیفہ: ہم کہیں گے انصاف کی۔ تھانوی صاحب نے تو یہ رسیا اپنی تکفیر میں لکھی ہے صک پر بلا تاویل اپنا کفر مان لیا صک پر بلا شبہ اپنے آپ کو خارج از اسلام کہہ لیا۔ پھر کیا یہیں اس اقرار کی ڈیل کفر کو اسلام بنا کر کفر پر اتنے کفر اور اوڑھیں گے۔ تھانوی صاحب کو کیا پاگل سمجھ لیا ہے۔ نہیں نہیں بلکہ ان کی ان سطروں کا مدعا ہی اور ہے۔ وہ تو ان کا کلام ایسا ہی دقیق ہوتا ہے۔ خفص الایمان کی چند سطری واضح بات کا مطلب تمام حرمین شریفین کے علمائے کرام نہ سمجھے۔ لبت البنان کی ان لبتہ پیلویوں کا مطلب سمجھ لینا

کیا آسان ہے۔ ہاں ہم سے شرح سنئے۔ اپنے ڈیل کفر پر رجسٹری کر کے فرماتے ہیں: اہل علم کی یہ سنت مستمرہ ہے کہ علمی گفتگو کی جائے۔ جس خبیث نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دی ہو اس کی تکفیر کی جائے۔ جیسے حسام الحرمین و علمائے حرمین نے کی۔ گالی دینے والا جب جواب سے عاجز آئے اور اپنا کفر سمجھ لے اقرار کر رہے۔ جیسا مجھ تھانوی نے ٹھنڈے جی تسلیم کر لیا۔ اس کا کیا افسوس ہوتا۔ یہ تو خوشی کی بات ہے کہ حق قبول کیا اور اس کا بھی چنداں افسوس نہیں کہ دس برس کامل عزیمت کھاتا اور چپکا رہا۔ کہ یہ سال سمجھنے میں گزر رہے۔

نکوگو اگر دیر گوئی چہ غم

ہاں افسوس تو اس جاہلانہ اور سوفیانہ سب و شتم کا ہے جو ناشدنی خفص الایمان میں اللہ واحد قہار کے حبیب مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں مجھ تھانوی بد نصیب کے قلم سے نکلی۔ افسوس تو تلفظ اور رمی بالکفر کا ہے کہ کیوں اس ناپاک زبان سے ایسا ملعون کفر کا بول بھینک مارا رمی و لفظ مترادف ہیں اور پھر پڑا افسوس اپنی ہٹ و دھرمی اور کہہ مکرنی اور ناحق کفایت مان کر خود اپنے اوپر بہتان باندھنے چٹے جوتے جیتی مکھیاں نکلنے کا ہے کہ حراستہ تو خفص الایمان میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وہ یقینی قطعی سٹری گالی دی اور اپنے پار سے ملی۔ بھگت کا سوال کرا کے وہ بہتان اپنے ہی اوپر باندھے کہ میں نے یہ خبیث مضمون نہ لکھا۔ میرے قلب میں اس کا خطرہ نہ گزرا میری کسی عبارت سے لازم بھی نہیں آتا۔ میں تھانوی رہ رہ کر اپنے ملعون کو تکوں پر پختا ہوں کہ آپ تو ڈوبا ہی تھا اپنے اذتاب کو بھی گھرے میں بھی ڈوبا۔ دونوں جہان سے کھویا۔ نیز صبح کو بھولا شام کو آیا اور اب خود اپنے کفر کا اقرار کر کے اپنے اذتاب کو ہدایت کرتا ہوں کہ خفص الایمان کی اب مرکز حمایت نہ کریں۔ وہ کفر ہے اس کی حمایت سے تم بھی کافر ہو۔ لہذا چلتے وقت یہ چند کلمات بطور وصیت نامہ لکھ دیئے کہ شاید تمہارا کفر دفع ہو۔ مقصود اس مقام پر اسی کا دفع کرنا ہے۔ جو بحمد اللہ میرے اقرار و ن سے بوجہ احسن حاصل ہو گیا اور اس پر بھی اگر مجھ تھانوی کے اذتاب کو خفص الایمان جیسے کفر نامہ کی حمایت سے زبان اور قلم کو روکنا پسند نہ ہوگا۔ میں تھانوی کہ

کفر سے نکلنے پر آیا ہوں۔ پھر خفص الایمانی کفر میں اذنب کا مجھے سنا بندہ ہو گا تو اس کا انتقام خدا کے سپرد ہی مجھے تھا نوی کے اذنب کی دم کاٹے جو مجھے نکلے ہوئے کو پھر گھسیٹے دیتے ہیں۔ میں تھا نوی بہت دنوں سے ان اقراروں کا قصد رکھتا تھا۔ مگر میرے اذنب بزرگان بد لکام نہایت ناپاک الفاظ سے حسام الحرمین شریف و علمائے کرام کو یاد کرتے تھے۔ جن ملعون کلمات کو دیکھتے ہوئے مجھے تھا نوی کا کلیجہ دھلتا تھا کہ ایک تو اللہ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دی اور اوپر سے چوری اور سرزوری جو پاکیزہ کلام اور ان کا غلام ان کی شان اقدس کی حمایت کرے اس پر یوں گالیاں برسیں۔ اس لیے اب تک میں نے ایسی لغویات اذنب خند ولین کے جواب کی طرف التفات نہ کیا۔ کیونکہ مجھے تھا نوی کے اذنب کے ہٹ دھرم ایمان ہیں۔ مجھے یہ امر تجربہ سے معلوم ہوا ہے۔ میرا ان کلمات دن کا ساتھ ہے۔ اس پر کوئی مغذ بہ نفع مرتب نہ ہونے کی وجہ سے ان کو ہدایت نہ کی کہ اس کو محض ضاعت وقت سمجھنا ہوں اب جو آپ درستی صاحب مجھے تھا نوی کے یار غار میری بے کسی میں میری ڈھال نامد و گار بے میری توکیل کے میرے وکیل بے اختیار نے اپنی اس ناپاک فحش بے باک روشن سے عدول کر کے بھلے مانسوں کے طریقہ کے موافق حسام الحرمین شریف اور میرے سچے ہادی حقیقی مرشد اعلیٰ محمد دالمائتہ الحاضرہ کا نام پاک ادب سے لیکر مجھ سے پوچھا میں نے اپنے معلومات ظاہر کر دیے۔ کہ واقعی خفص الایمان میں یقینی قطع کفر ہے اور اس کا مصنف بیشک خارج از اسلام ہے۔ بلکہ جو خفص الایمان میں مراحتہ و اعتقاد ہے اگر کوئی بلا اعتقاد و بلا تصریح اشارۃ بھی ایسا کہے وہ بھی کافر ہے۔ رہا یہ کہ مجھے تھا نوی بت کئے کہ پھر تم مسلمان کیوں نہیں ہوتے۔ اس کا جواب کافر شیخ کی طرف سے مومن خاں دے گئے ہیں کہ

عمر ساری تو کٹی عشق بتاں میں مومن
آخری وقت میں کیا خاک مسلمان ہوں گے

غرض یہ کہ

من مکروم شماسذر بکنیبہ

تھا نوی صاحب دھرم سے کہتا آپ کی ان سطور کی کیا پاکیزہ ترجمہ جس سے

بہت سے کفر آپ پر سے اٹھ گئے۔ بہت سے تناقض مٹ گئے آپ کی اگلی پچھلی مطابق ہو گئی اس نفیس تاویل کا احسان تو نہ مانے گا سہ

تمہارے سر پہ جو تاویل کا یہ ٹوپ رکھا ہے
نہ پھینکو اس کو اچھی کہہ کے تم مانو تو اچھا ہو

سوال پنجاہ و ہشتم: تھا نوی صاحب رسیا کی کلا بازیاں ملاحظہ ہوں:

ختم کے کترے وار کی گھبراہٹ میں سب کچھ تو ان کھی بول گئی۔ اپنی کھلی کفر پر منہ کھول گئی۔ اب پیٹ میں چوہے دوڑے کہ ہے ہے لوگ کہیں گے ہاری جھک ماری اپنے اگلے دھرم کی گردن اتاری۔ لہذا یہ پیش کرتی ہے۔ اس سے یہ شبہ بھی نہیں ہو سکتا ہے کہ اب تک کیوں نہیں لکھا۔ شاید اب رجوع کر لیا ہو۔ تھا نوی صاحب آپ نے نہ دیکھا کہ جو کچھ خفص الایمان میں لکھا تھا اسے صاف کہہ دیا کفر ہے۔ اس کے قائل کو صاف لکھ دیا اسلام سے خارج ہے اس سے بڑھ کر اور کوئی رجوع مقصود ہے۔ ہاں یہ کہئے کہ ہم دینہوں عنہ ویناؤن عنہ۔ امر دیگر ہے مانیں اور مکر یہ۔ جہود ابہاد و استیقتھا انفسہم۔ میں تو دل و زبان مختلف تھے۔ یہاں سانپ کی سی زبانیں ہی دو ہیں ایک سے اقرار ایک سے انکار۔ خلاصہ یہ کہ ایمان لا نا کسی طرح منظور نہیں نواتی بات کے لیے یہ تکلیف کیوں فرمائی۔ یہ تو پہلے ہی معلوم تھا کہ: ختم لا یعودون۔ صادق مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرما چکے کہ دین سے نکل جائیں گے۔ جیسے تیر نشانے سے پھر لوٹ کر نہ آئیں گے۔ رجوع نہ کریں گے۔ یہود کو فرمایا:

لا یستخونہ ابداً ابما قدمت ابیدھم۔

کبھی موت کی تمنائے کریں گے۔ یہودی کو کاٹ ڈالو ہرگز آرزو سے مرگ نہ کرے گا۔ آپ حضرات کو فرمایا ہے:

ختم لا یعودون۔

پھر رجوع نہ کریں گے۔ وہی دیکھئے سب کچھ کہہ کلا کہ آپ کو رجوع سے انکار ہے۔ العزۃ اللہ۔ ارشاد اقدس میں کہیں فرق پڑ سکتا ہے۔ کیوں تھا نوی صاحب ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے علوم غیبیہ کیسے سچے ہیں۔ آمنا به والحمد لله رب العالمین۔

سوال پنجاہ و ہریم ہر سلیا کہتی ہے۔ سو وجہ نہ لکھنے کی یہی تھی کہ کسی نے بھلے مانسوں کی طرح پوچھا

یہی نہ تھا۔ تھانوی صاحب بھلے مانس تو کاشی پر رہیں بستے ہیں یا تھانہ بھون ہیں۔ در بھنگی بھی

بھلے مانس نہیں کہ انہوں نے بھلے مانسوں کی طرح پوچھا نہ کہ خود بھلے مانس ہوں۔ خیر

یہ تو آپ جانیں اور وہ آپ کی خانگی باتوں میں نہیں کیا دخل۔ مگر خدا کو ایک جان کر یہ تو فرمائیے

کہ اکٹھ سال ہوتے آئے۔ ۱۱ جمادی الآخرۃ ۱۳۲۳ھ کو جو معززین شہر بیس سوال آپ کی

خدمت میں لے کر گئے اور آپ نے ایک نہ ہزار نہ معاف کیجئے میں اس فن میں جاہل ہوں

اور میرے اساتذہ بھی جاہل ہیں جو شخص تم سے دریافت کرے اسے ہدایت کرو و طبیب کا کام

نسخہ لکھ دینا ہے یہ نہیں کہ مریض کی گردن پر پھری رکھ دے کہ تو پی لے۔ تم اپنی امت میں

سب کو داخل کر لو۔ میں جو کچھ کہہ چکا وہی کہوں گا۔ مجھے معقول بھی کر دیجئے تو وہ کہے جاؤنگا

مجھے معاف کیجئے آپ جلتے اور میں ہارا۔ یہ سخت اضطراب کے کلمات کہہ کر سچیا چھڑایا۔

دوبارہ رہسٹری کے آپ کو بھیجے آپ نے منکر ہو کر واپس دیئے۔ سہ بارہ رسالہ طہر الدین لکھ

میں چپاپ کر حاضر کیئے۔ اکٹھ برس سے لاجواب ہیں۔ خدا کو ایک مان کر دھرم دھرم سے

یتا ہے کہ ان میں کونسا لفظ کرایا۔ آپ کی ساختہ تندیب کے خلاف تھا۔ آپ نہ بتائیں تو

بطش غیبیہ ۱۳۲۳ھ ہو کر اکٹھ سال سے شائع ہے اور مکرر طبع ہوا۔ مسلمان اس میں سوائے

مذکورہ کی نقل بلا حلفہ فرمائیں کہ ان میں کونسا حرف کونسا نقطہ تھانوی صاحب کی شان

میں بٹا لگاتا تھا جسے فرماتے ہیں کسی نے بھلے مانسوں کی طرح پوچھا ہی نہ تھا۔

تھانوی صاحب ایسے عالم آشکار واقعہ میں اتنا سفید بھوٹ کیا یہ آپ کو اچھا لگتا ہے۔ یا

آپ کی گھر پوٹریعت میں روا ہے۔ یہ کیوں نہیں کہتے کہ جی بھر کر کفر بکا تھا۔ منہ بھر کر

اللہ و رسول کو بے نقط ستائی نہیں۔ اب جو مسلمانوں نے آٹھ سے ہاتھوں بیاچکے بھوٹ

گئے، سینے ٹوٹ گئے، منور بھوٹ گئے، دم الٹ گئے۔ معاف کیجئے معاف کیجئے

آپ جلتے ہیں ہارا

لب نازک سے صلا آنے لگی بس بس کی

ہم آپ کی مان لیں یونہی سہی کہ دنیا کے پردہ پر نہ وہ سوالات پیدا ہوئے۔ نہ معززین

نے آپ کے ہاتھ میں دیتے نہ پھر رہسٹری ہو کر گئے، نہ پھر طبع ہو کر شائع ہوئے یا

یوں سہی کہ وہ بھی آپ کے یہاں کے اصطلاحی بھلے مانسوں کی طرح نہ تھے کہ ان میں

آپ کی در بھنگی و دور نیوں کی طرح غلطیوں، منہاریوں کے مذہب بول تھی نہ آپ کی

اجودھیا باشتی شہاب ثاقب کی طرح رٹڈیوں بھٹیاریوں کے بھکڑ تھے۔ نہ آپ کی لال

کتبیا سیف النقی کی طرح غلیظ فمشن ایلیسی فمشن قانونی فمشن تھے یہ سب اور اس سے

بڑھ کر اور جو چاہا ہو ٹھہراؤ۔ ذرا کسی غیرت دار یا حیا سے پوچھئے کہ ایک ملا کھلانے والے

کی چاند پیر دس سال کامل ڈیل تلے والا ہر وقت بر سے۔ شرقی سے غرب تک عجم سے

عرب تک اس کے کفر کفر کا چرچا پھیلے اور وہ چپکا دم سادھے پڑا رہے کہ کفر کا الزام

عظیم قائم ہے۔ جو نے دو بھلے مانسوں کی طرح کوئی پوچھے تو اپنے اوپر سے کفر اٹھائیں

مسلمانوں کو ایک اچھوتی اسلام درزی پر الزام کفر کے گنا و عظیم سے بچائیں نہ اپنے ایمان

کا غم نہ اپنی چاند کی فکر نہ مسلمانوں کو اس عظیم کبرہ میں پڑے سے روکنے کی ضرورت

یہ سب اوڑھے پڑے ہیں۔ اس لئے کہ کسی نے بھلے مانسوں کی طرح نہ پوچھا۔ اف

تیری سمائی۔ اس سے لاکھ درجے ہکا الزام کسی دنیوی یا خانگی بات پر کرتا تو چیخ پڑتا۔

پکھری تک پہنچا۔ یہاں کچھ جان ہوتی تو یہی سکوت برتا جاتا۔ ع

لطق کا حوصلہ معلوم ہے بس جاسے دو

یہ بھی جانے دو بھل منسی کی پوچھنے والے تو تمارے گھر بلو پاتو تھے۔ جلیے اب دس

برس کی کمیٹی میں یہ سوا دو ورق نکالنے کو در بھنگی سے پوچھوائی۔ دس برس پہلے

پوچھوا لیتے تو کیا گناہ تھا۔ معلوم ہوا کہ سب بھوٹی ملعون بنا دیں ہیں۔ دس برس تک

تمام طاغفہ بھر کی سمجھ میں کچھ آیا ہی نہیں۔ ناچار اوپر کا سانس اوپر نیچے کا نیچے۔ اب

دس برس بعد کچھ سوچتی تو اپنے اصطلاحی بھلے مانس سے پوچھوا کر سوا دو ورق نکلی جو

بوں گلے پر الٹی پھری ہوئی۔ واللہ الحمد۔ کیوں تھانوی صاحب دھرم سے کہنا یہ کتنا

ٹھیک ہے۔

سوال شصتم: تھانوی صاحب رسیا کی چپک پھیریاں تو گوہر کو بھی مات کر گئیں اب مسلمانوں کے چھلنے کو پھر کاوا کاٹتی ہے کہ میرا اور میرے سب بزرگوں کا عقیدہ ہمیشہ سے آپ کے

افضل المخلوقات فی جمیع الکلمات العلمیۃ ہونے کے باب میں یہ ہے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

تھانوی صاحب وہ خفیف الایمان والے پاگل اور چوپائے کہاں گنوائے جن سب کو معاذ اللہ علم غیب میں (دشمنان) بندگان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہمسر کر دیا تھا۔ لیسط البنان نے اپنے جواب آخر میں علوم عظیمہ مختصہ کا فرق بھی قطع نظر کی گردش چشم میں اڑا دیا تھا۔

۲۔ وہ آپ کے بزرگ گنگوہی صاحب والا شیطان کیا۔ انہیں کے ساتھ دفن کر دیا جسے فرمایا تھا شیطان بویہ وسعت انس سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے۔ غیر اس کہ تو یہ جواب دے بھی سکتے ہو کہ گنگوہی صاحب نے اسی عبارت میں ابلیس کو خدا کا شریک مانا ہے اور خدا کا شریک نہ ہو گا۔ مگر خدا اور ہم نے حضور کو بعد از خدا بزرگ کہا ہے تو خود اسے کنا لہ ابلیس کا بڑھ جانا موجب اعتراض نہیں۔ بلکہ ضرور ہے مگر آپ پاگل چوپائے بچے سب کو برابر کر چکے۔ اس کا جواب کیا ہو گا۔ کیا یہ سب بھی آپ کے یہاں خدا ہیں: وَلَدَ حَوٰی وَ لَدَ قَوْتَوَ اِلَّا بِاَللّٰهِ الْخَلْقُ الْعَظِیْمُ۔

الحمد للہ مسماۃ لیسط البنان کی سب نراکتوں کی کامل ناز برداری ہو گئی۔ بفضلہ تعالیٰ اول تا آخر کوئی حرف نہ بچا سوا ان چند سطور کے جن میں مسئلہ علم غیب پر کچھ ریز کی ہے۔ کہ اس پر مستقل رسالہ بعونہ تعالیٰ ہدیہ ناظرین ہو گا۔ ویا للہ التوفیق۔

تنبیہ: یہ بظاہر ساٹھ اور معنی ایک سو بتیس سوال اور حقیقتہ سر اشرف جناب تھانوی صاحب پر قمر الہی کے ایک سو بتیس جہاں ہیں کہ اخیر کے پیش سوالوں میں اکثر متعدد نمبروں پر مشتمل زائد نمبروں کی فہرست یہ ہے۔

سوال	زیادت	سوال	زیادت	سوال	زیادت
۴۱	۳	۴۲	۶	۴۳	۲

سوال	زیادت	سوال	زیادت	سوال	زیادت
۴۴	۳	۴۵	۱	۴۶	۱۵
۴۸	۴	۴۹	۴	۵۰	۲
۵۱	۲	۵۲	۹	۵۴	۵
۵۷	۱۲	۵۹	۲	۶۰	۱

کل تعداد زیادت سوالات = ۷۲۔

تو یہ بیس حقیقتہ بانو سے ہیں اور اگلے چالیس مل کر ایک سو بتیس پہلے سوالات میں بھی بعض جگہ متعدد نمبر ہیں۔ مگر یہ خاص اہتمام مسماۃ کی دسویں کیا دی نے کرایا کہ اسی پر اس کے خوار می خوار می کو بڑا ناز تھا۔ پہلا عشرہ تنذیر الناس کا سقیاناس تھا اس پر مستقل حشر

کتاب مستطاب اشدا لیباس علی عابد الخناس پھر کتاب لاجواب القئم القاصم للدا سم القاسم میں ہے: یہاں استطراداً اسے مختصر سا ذکر کر دیا کہ مدرسہ دیوبند کی آئی تحریر جو اس رسالہ مبارکہ وقعات السنان الی خلق المسماۃ لیسط البنان کی محرک ہوئی۔ اس میں تنذیر الناس کو بھی ذکر کیا تھا یا یوں سمجھئے کہ وہ عشرہ شروع مقصود کی بسم اللہ سے پہلے اسود بالہ من الشیطن الرجیم کی جگہ ہے۔ نہیں نہیں بلکہ لیسط البنان مخزن انجاس گونا گوں ہے۔ اس میں دخول سے پہلے اسود بالہ من البخت والخبائث کہنا مسنون ہے۔ ہر حال خاص لیسط البنان پر دو ادیرتین اربعین یعنی ایک سو بائیس شدید و متین:

والحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی خاتم النبیین و محمد والہ وصحبہ اجمعین۔ آمین والحمد للہ رب العلمین۔

جناب وسیع الانقباض غصہ جاتے ہیں۔ اگر کوئی لفظ ہمارا آپ کو برا لگتا ہو معاف کریں یہ خوب سمجھ رکھیے کہ اب آپ کی خاموشی کا پردہ چاک ہو گیا۔ پہلے تو جہاں کے نزدیک آپ کی چپ کا بھرم بنا تھا کہ نہ جانے بولیں تو کیا بولیں۔ ممکن کہ جواب دے کر خفص الایمان کی قسمت کھولیں اب جو سوا دو ورق بیسٹ البنان کھڑے کر دیئے۔ اپنے دھڑک کے سب پر دسے کھول دیئے۔ معلوم ہو گیا کہ آپ کے پاس کچھ جواب نہیں۔ سوا اس کے کہ اپنے کفر پر اور رجسٹری کر دی اپنے خارج از اسلام ہونے کی قبولیت لکھ دی۔ بلکہ ایک کفر پر چڑ اور بڑھا کر اپنے کفر کے یکہ میں اپنا پتھر اچھڑا کر اپنے پچاؤ کی گلی اور تنگ کر لی۔ اب آپ کی خاموشی کو کوئی جاہل بھی تغافل کی گدی نہ مانتے گا۔ بلکہ صراحتاً آپ کے عجز کے منہ میں بھاری پتھر کی ڈاٹ جمانے گا۔ کہتے یہ بہتر یا حق کا قبول جو خلق کو پسند خالق کو مقبول۔ لہذا اس ایمانی معاہدہ کی طرف آپ کو دعوت ہے۔ جس کی ابتدا ہم خود کریں۔ ہم سچے دل سے اقرار کرتے ہیں کہ اگر آپ نے ان سب سوالات کا جدا جدا معقول جواب لکھ دیا۔ جس میں نہ اڑان گھائی ہو نہ نمبر کترانا نہ مکابرہ ڈھٹائی ہو نہ دھوکے دے کر عوام کو چند رانا تو ہم صاف اعلان کر دیں گے کہ خفص الایمان پر بغیر غلطی اور اگر آپ ایماناً سمجھ لیں کہ الزام لا جواب ہے تو خدا کو مان کر انصافاً قبول دیں کہ واقعی خفص الایمان میں آپ نے کفر لکھا اور اب مسلمان ہوتے ہیں۔ میں سچ کہتا ہوں۔ اس میں آپ کی کچھ عجز نہ ہوگی۔ بلکہ ہر عاقل کے نزدیک وقعت آپ کی بڑھ جائے گی۔

اور یہ بار بار معروض ہو چکا کہ علمائے کرام جو میں شریفین نے آپ پر حکم کفر فرمایا ہے کفر و اسلام میں وکالت نہیں۔ آغور بولیں کہ ان سوالات کے حکم سے آپ کا فرنا بت ہوئے یا نہیں۔ ہوئے تو قبول دوا اعلان کے ساتھ تو یہ چھاپو۔ نہیں ہوئے تو جواب دو ڈر کا ہے۔ کا ہے بے حجاب دوا اور اگر حسب عادت قدیمہ سکوت ہی کی ٹھہرائی۔ اگرچہ خوارمی

خوارمی۔ منہ چرخ پکار چٹائی اور بیشک آپ کے بچن ہی کر رہے ہیں جس کی گلی یعنی اپنی ابدی ہر کی عزیمت آپ نے پہلے ہی جتادی ہے کہ اس پر بھی قلم روکنا نہ ہوگا تو اس کا انتقام خدا کے سپرد کر کے ہونگا با خدا و اریم کار و با خلاق کار نیست جس کا صاف مطلب یہی ہے کہ دس برس کی ضربوں پر ظائف بھرنے سہارا دیئے سے یہ سوا دو ورق ادھلی اس پر ضربیں پڑیں تو میں بیک بینی دو گوش در خواب خرگوش مدحوش و خاموش شہر خوشاں گو گنگو ہی صائب کی پاتنی چل بسوں گا۔

بعد از سرمن کن نیکون شد شدہ باشد
غرض سکوت مہوت کا عزم بالجزم خود ظاہر کر چکے ہو تو حضرت اس کے لیے ایک مبعاد۔
رسالہ رجسٹری بھیجتے ہیں۔ دو دن وصول کے رکھیں اور جواب کے لیے آپ کا
اکتالیس روز کا چلہ، دو دن ادھر وصول جواب کے اگر روزار سال سے ۴۵ دن
کے اندر آپ نے جواب نہ بھیجا تو اپنا ڈبل کفر بیسٹ البنان میں صاف صاف قبول
ہی چکے ہو۔ صرف اپنا نام باقی تھا۔ اب یہ باقی بھی واصل میں داخل ہوگا اور
یہ ٹھہرے گا کہ آپ نے بول لکھ دیا کہ بیشک بیشک اشرف علی ولد فلاں تھا نوی
کا فرزند ہے۔

فرمائیے اس سے زیادہ اور میں کیا کر سکتا ہوں اللہ ہی آپ کی چپ توڑے۔ اور
قبول اسلام کی توفیق بخشے۔ آمین: والحمد لله رب العلمین وافضل الصلوٰۃ والسلام
علی سید المرسلین سیدنا و مولانا محمد و آلہ وصحبہ فانیہ و حزبہ
اجمعین آمین۔

کہ اللہ کے لیے ایک عظیم دینی نزاع کا یہ نہایت سہل و آسان مختصر فیصلہ سچے انصاف
کی نگاہ سے اول تا آخر ملاحظہ فرمائیں، بعض نئی تہذیب کے خیالات جن کے نزدیک
اللہ و رسول کی جناب میں کوئی کیسی ہی ناپاک یک جائے۔ بے تہذیب نہیں۔ مگر جو مسلمان اسے
سنے جل و علا و علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اپ کی جگہ تم کہے وہ پکارنا مذہب ہے ان سے گزارش کہ اگر کسی مذہب نامذہب ہی میں ایک عظیم نزع امر دین میں ہو اور ایک نظر دیکھنے میں اس کا سہل فیصلہ ہوتا ہو تو اسے دیکھنا کونسی عقل یا ایمان کے خلاف ہے نامذہب ہی سمجھ کر اصل مضامین پر تو نظر فرمائیے۔ اگر جناب تھانوی صاحب کی اس لیسٹ البیان میں خود انہیں کے اقرار دلائل انہیں کی سندوں سے ہر جگہ حسام الحرمین کا دعویٰ ثابت نہ ہوا ہو تو شکایت کیجئے ورنہ اقرار دلائل کے بعد پھر انکار کیوں ہے ذرا خدا کو مان کر دیکھئے تو کہ جناب تھانوی صاحب اسی لیسٹ البیان میں خود اپنے اوپر کس زور کا فتویٰ لٹکا رہے ہیں کہ اتنا تو حسام الحرمین نے بھی نہ فرمایا تھا و لہذا الحمد۔ تھانوی صاحب کو ۴۵ دن کی مہلت کا اعلان بھی لکھ دیا ہے اور وہ ہمت فرما کر ان تمام سوالوں کے معقول جواب دے دیں تو اسی پر متناظرہ حفظ الایمان کا خاتمہ رکھ دیا ہے۔ پھر فیصلہ کر لینے میں دیر کیا ہے۔

حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔